بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

سیرۃ خاتم النبیین نمبر

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم انوار

ایڈیٹر
مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ

جلد ۶۷/۳۲	۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ ⁂ ۱۹ تبلیغ ۱۳۵۷ ہش ⁂ ۱۹ فروری ۱۹۷۸ء	نمبر ۴۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منظوم عربی کلام حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام

فِیۡ مَدۡحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

لَہٗ فَیۡضُ خَیۡرٍ لَّا تُضَاھِیۡہِ اَبۡحُرٗ

(آنحضرتؐ کے افاضۂ خیر کی سمندر بھی برابری نہیں کر سکتے)

وَاِنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ مُھۡجَۃُ مُھۡجَتِیۡ ⁂ وَمِنۡ ذِکۡرِہِ الۡاَحۡلٰی کَاَنِّیۡ مُثۡمِرُ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میری جان کی جان ہیں اور آپؐ کے میٹھے ذکر سے ہی میں ثمردار ہوا ہوں

فَدَعۡ کُلَّ مَلۡفُوۡظٍ بِقَوۡلِ مُحَمَّدٍ ⁂ وَقَلِّدۡ رَسُوۡلَ اللّٰہِ تَنۡجُ وَتُغۡفَرُ
پس آپؐ کی باتیں لے کر تمام دوسری باتیں چھوڑ دے اور رسول اللہ کی پیروی کر تو نجات پا جائے گا اور بخشا جائے گا

وَلَیۡسَ طَرِیۡقُ الۡھُدٰی اِلَّا اتِّبَاعُہٗ ⁂ وَمَنۡ قَالَ قَوۡلًا غَیۡرَہٗ فَیُتَبَّرُ
ہدایت کی راہ آپؐ ہی کی فرمانبرداری ہے۔ جس نے آپؐ کے بغیر اور کچھ کہا وہ ہلاک ہو گیا

رَؤُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ اٰمِرٌ مَانِعٌ مَعًا ⁂ بَشِیۡرٌ نَذِیۡرٌ فِی الۡکُرُوۡبِ مُبَشِّرُ
آپؐ مہربان ہیں، رحمت والے اور امر و نہی کرنے والے ہیں۔ بشارت دینے والے، ڈرانے والے اور دکھوں میں خوشخبری دینے والے ہیں

لَہٗ دَرَجَاتٌ لَّا شَرِیۡکَ لَہٗ بِھَا ⁂ لَہٗ فَیۡضُ خَیۡرٍ لَّا تُضَاھِیۡہِ اَبۡحُرُ
آپؐ کا وہ رتبہ ہے کہ اس میں آپؐ کا کوئی شریک نہیں ہے آپؐ کے افاضۂ خیر کی سمندر بھی برابری نہیں کر سکتے

رَسُوۡلٌ کَرِیۡمٌ ضَعَّفَ اللّٰہُ شَانَہٗ ⁂ وَبَدۡرٌ مُّنِیۡرٌ لَّا یُضَاھِیۡہِ نَیِّرُ
آپؐ رسول کریم ہیں خدا نے آپؐ کی شان بہت بڑھائی ہے۔ آپؐ بدرِ منیر ہیں کوئی سورج آپؐ کی نظیر نہیں ہو سکتا

فَمَنۡ جَآءَہٗ طَوۡعًا وَّصِدۡقًا فَقَدۡ نَجَا
جو صدق اور اطاعت سے آپؐ کے پاس آیا اُس نے نجات پائی

مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ اَحۡکَامِہٖ فَیُدَمَّرُ
جس نے آپؐ کے احکام سے مُنہ پھیرا وہ ہلاک ہوا

(کرامات الصّادقین)

پبلشر: مسعود احمد ⁂ پرنٹر: سید عبدالحی ⁂ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ⁂ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
۱۹؍تبلیغ ۱۳۵۷ھش
۱۹؍فروری ۱۹۷۸ء

مقامِ محمدیّت کی رفعت اور عظمت و جلالتِ شان

جب سے اللہ تعالیٰ نے کرۂ ارض پر بنی نوعِ انسان کو معرضِ وجود میں لاکر ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ شروع کیا یہ رفیع الشان مرتبہ و مقام سرورِ کونین، افضل الرسل، فخر الاولین و الآخرین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نبی اور رسول کو نہیں ملا کہ آپؐ کو بیک وقت رُوئے زمین کے تمام انسانوں اور قیامت تک آنے والے تمام زمانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا۔ اس رفیع الشان مرتبہ و مقام پر فائز کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ حکم دیا کہ آپؐ اپنے اس مرتبہ و مقام کو دنیا پر آشکار کرنے کے لئے پُوری دُنیا کے انسانوں اور قیامت تک رونما ہونے والی ان کی نسلوں کو مخاطب کر کے یہ اعلان کریں کہ:-

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (اعراف آیت ۱۵۹)

ترجمہ:- اے (روئے زمین پر بسنے والے لوگو!) مَیں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسان ہی نہیں بلکہ تمام جہانوں کو آپؐ کے اس مرتبہ و مقام سے آگاہ کرنے کی غرض سے آپؐ کو مخاطب کر کے فرمایا:-

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (الانبیاء آیت ۱۰۸)

ترجمہ:- اور (اے نبی!) ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رفیع الشان مرتبہ و مقام کا لازمی تقاضا یہ تھا کہ تمام سابقہ نبیوں (جن میں سے ہر ایک کی نبوت مختص القوم اور مختص الزمان تھی) کی فیض رسانی کا سلسلہ منقطع کر کے قیامت تک کے واسطے صرف اور صرف آپؐ ہی کے فیض کے جاری رہنے کا اعلان کر دیا جاتا اور یہ باور کرا دیا جاتا کہ دوسرے نبیوں کی اتّباع کرنے اور خدا تعالیٰ سے براہِ راست انعام پانے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے، اب ہر فیض اور ہر خیر کو اس عظیم الشان اور عظیم المرتبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتّباع کے ساتھ وابستہ ٹھہرایا گیا ہے، اب جس کسی کو بھی کوئی مرتبہ و مقام ملے گا وہ اس نبیؐ کی کامل پیروی اور اتّباع کے نتیجہ میں اس کے رُوحانی فرزند، شاگرد اور اُمتی کی حیثیت سے ملے گا۔ چنانچہ جہاں تک تمام دوسرے انبیاء کی فیض رسانی کے انقطاع کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءِ ماسبق کی وساطت سے ان کی اُمتوں سے یہ عہد لیا کہ جب وہ رسولؐ مبعوث ہو جس کی خاطر یہ کائنات پیدا کی گئی ہے اور جو عالمِ ہست و بود کی علتِ غائی ہے تو وہ اس پر ایمان لا کر اس کی اتّباع کو لازم پکڑیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس عہد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (آل عمران آیت ۸۲)

ترجمہ:- اور یاد کرو جب اللہ نے نبیوں (کی معرفت ان کی اُمتوں) سے پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں اس کے بعد (بالآخر) وہ رسول آجائے جو اُس کام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور (بالضرور) اُس پر ایمان لانا اور اُس کی مدد کرنا اور یہ بھی کہا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری (طرف سے) ذمہ داری قبول کرتے ہو۔ انہوں نے کہا تھا ہاں ہم ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ فرمایا اب تم گواہ رہو اور مَیں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے (ایک گواہ) ہوں اور جو شخص اس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہوں گے۔

یہ آیۂ کریمہ اس حقیقت پر شاہدِ ناطق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ کے بعد تمام مختص القوم اور مختص الزمان انبیاءِ ماسبق کا دَور ختم ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی فیض رسانی کا سلسلہ منقطع کر کے ہر فیض اور ہر مرتبہ و مقام کے حصول کو آپؐ کی کامل پیروی اور اتّباع کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے، بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اتّباع کے حصولِ فیض کی تمام دوسری راہیں مسدود ہو چکی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہتم بالشان اعلان کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ فرمایا:-

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران آیت ۳۲)

ترجمہ:- (اے نبی!) اعلان کر دے کہ (اے لوگو! سُنو) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتّباع کرو (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) وہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی محبوبِ خدا نہ تھے بلکہ آپؐ اپنی پیروی و اتّباع، قوّتِ احیاء اور فیض رسانی کی برکت سے دوسروں کو بھی قدرِ مراتب استعدادِ خدا تعالیٰ کا محبوب بنانے اور اسکی جناب میں محبوبیّت کا مقام عطا کرنے کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ آپؐ نے براہِ راست قرآنی وحی کے حوالہ سے واضح فرمایا کہ میری پیروی اور اتّباع کی برکت سے خدا تمہیں عقلی ڈھکوسلوں اور اٹکل پچّو باتوں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑے گا بلکہ تم سے محبت کرنے کی علامت کے طور پر وہ اپنے فرشتوں کے ذریعہ تم سے ہمکلام ہوگا اور قرآنی ہدایت کی اصل رُوح کو تم پر آشکار کر کے زندگی میں قدم قدم پر تمہاری رہنمائی فرمائیگا اور تمہیں فوز و فلاح کی بشارتوں سے نوازے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی پیروی اور اتّباع کے عظیم الشان ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ○ (حٰمٓ السجدہ آیات ۳۱، ۳۲)

ترجمہ:- وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر مستقل مزاجی سے سیدھی راہ پر قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے اور اس (جنتِ ارضی و جنتِ سماوی) میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی تم کو اس میں ملے گا یہ بخشنے والے اور بے انتہا کرم کرنے والے خدا کی طرف سے مہمانی کے طور پر ہوگا۔

پس جملہ انبیاء علیہم السلام میں حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منفرد اور لاثانی مقام حاصل ہے کہ آپؐ کی بعثتِ مبارکہ کے بعد سے تمام مختص القوم اور مختص الزمان انبیاء کرامؑ کی فیض رسانی منقطع ہو چکی ہے اب قیامت تک صرف آپؐ ہی کا فیض جاری ہے اور ہر مرتبہ و مقام کے حصول کو جس میں مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا خصوصی شرف بھی شامل ہے صرف اور صرف آپؐ ہی کی اتّباع اور پیروی کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے۔ آپؐ کا یہ وہ رفیع الشان مقام ہے جس میں کوئی اور نبی آپؐ کا شریک نہیں۔ انہی معنوں میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خاتم النبیین، سب رسولوں کا سردار اور خیر الناس قرار دیا ہے۔ آپؐ کے اس رفیع الشان اور منفرد و لاثانی مقام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام (جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے فرزندِ جلیل کی حیثیت سے آپؐ کی عظمت و جلالتِ شان کو دنیا پر آشکار کر کے اُسے قلوبِ انسانی میں جاگزیں کرنے کی غرض سے اس آخری زمانہ میں مبعوث کیا ہے) فرماتے ہیں:-

(۱) "ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے خدا کا اُس پر بڑا ہی فضل ہے۔ وہ خدا تو نہیں مگر اس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اُس کا مذہب جو ہمیں ملا ہے خدا کی طاقتوں کا آئینہ ہے۔ اگر اسلام نہ ہوتا تو اس زمانہ میں اس بات کا سمجھنا محال تھا کہ نبوّت کیا چیز ہے؟ اور کیا معجزات بھی ممکنات میں سے ہیں؟ اور کیا وہ قانونِ قدرت میں داخل ہیں؟ اس عقدہ کو اسی نبیؐ کے دائمی فیض نے حل کیا اور اسی کے طفیل سے اب ہم دوسری قوموں کی طرح صرف قصہ گو نہیں ہیں بلکہ خدا کا نور اور خدا کی آسمانی نصرت ہمارے شاملِ حال ہے۔ ہم کیا چیز ہیں جو اس شکر کو ادا کر سکیں کہ وہ خدا جو دوسروں پر مخفی ہے اور وہ پوشیدہ طاقت جو دوسروں سے نہاں در نہاں ہے وہ ذوالجلال خدا محض اسی نبی کریمؐ کے ذریعہ سے ہم پر ظاہر ہو گیا۔" (مضمون جلسہ لاہور منسلکہ چشمہ معرفت صفحہ ۱)

(۲) "بہ تبعیت خدا کے کلام کے اور اُسی کی تاثیر اور برکت سے وہ لوگ کہ جو قرآن شریف کا اتّباع اختیار کرتے ہیں اور خدا کے رسول مقبولؐ پر صدق دلی سے ایمان لاتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں اور اس کو تمام مخلوقات اور تمام نبیوں اور تمام رسولوں اور تمام مقدسوں اور تمام ان چیزوں سے جو ظہور پذیر ہوئیں یا آئندہ ہوں بہتر اور پاک تر اور کامل تر اور افضل اور اعلیٰ سمجھتے ہیں وہ بھی اُن نعمتوں سے اب تک حصہ پاتے ہیں اور جو شربت موسیٰؑ اور مسیحؑ کو پلایا گیا وہی شربت نہایت کثرت سے نہایت لطافت سے نہایت لذّت سے پیتے ہیں اور پی رہے ہیں۔ اسرائیلی نور ان میں روشن ہیں، بنی یعقوب کے پیغمبروں کی ان میں برکتیں ہیں۔ سُبحان اللہ ثم سُبحان اللہ! حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کس شان کے نبی ہیں۔ اللہ اللہ! کیا عظیم الشان نور ہے جس کے ناچیز خادم، جس کی ادنیٰ سے ادنیٰ اُمّت، جس کے احقر سے احقر چاکر مراتب مذکورہ بالا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ، اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَیْرِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۵، صفحہ ۲۴۶ حاشیہ نمبر ۱۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام)

حضرت خاتم الانبیاءؐ امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم تمام نبیوں سے اعلیٰ افضل اتم و اکمل پاتے ہیں

آپؐ کامل برکتوں کے ساتھ آئے اور آپؐ نے عِلماً۔ عَملاً۔ صِدقاً اور ثَباتاً کمالِ تام کا نمونہ دکھلایا

۱۔ "اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! مَیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں" (تریاق القلوب صٓ)

۲۔" وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال اور اپنے روحانی اور پاک قوے کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا .... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی۔ اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے ہمارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی کو نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیحؑ بن مریم اور ملاکیؑ اور یحیٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالےٰ کے پیارے تھے یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔" (اتمام الحجۃ صٓ۳۶)

۳۔"جب ہم انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلےٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار۔ رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفےٰ و احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے۔ جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی .... سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی امّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا۔ اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اس کا خدا ہوگا۔ اور جھوٹے خدا سب اس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے۔ وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اس کے ساتھ ہونگی۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ (سراج منیر صٓ۸۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے آقا و مطاع حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

عجب نوریست در جانِ محمدؐ — عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جان میں ایک عجیب نور ہے۔ محمدؐ کی کان میں ایک عجیب و غریب لعل ہے

زظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبانِ محمدؐ

دل اس وقت ظلمتوں سے پاک ہوتا ہے جب وہ محمد صلعم کے دوستوں میں داخل ہو جاتا ہے

عجب دارم دلِ آں ناکساں را — کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ

مَیں ان نالائقوں کے دلوں پر تعجب کرتا ہوں جو محمد صلعم کے دسترخوان سے منہ پھیرتے ہیں

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم — کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

دونوں جہان میں مَیں کسی شخص کو نہیں جانتا جو محمد صلعم کی سی شان و شوکت رکھتا ہو۔

خدا زاں سینہ بیزار است صد بار — کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خدا اس شخص سے سخت بیزار ہے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے کینہ رکھتا ہو۔

خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را — کہ باشد از عدوانِ محمدؐ

خدا خود اس ذلیل کیڑے کو جلا دیتا ہے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں میں سے ہو۔

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس — بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر تو نفس کی بدمستیوں سے نجات چاہتا ہے تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مستانوں میں سے ہو جا

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت — بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تیری تعریف کرے تو تہِ دل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ثنا خواں بن جا

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش — محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

اگر تو اس کی سچائی کی دلیل چاہتا ہے تو اس کا عاشق بن جا کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خود محمدؐ کی دلیل ہے

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ — دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

میرا سر احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی خاکِ پا پر نثار ہے اور میرا دل ہر وقت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر قربان رہتا ہے

مصطفیٰؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت

مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

نقشِ ہستی تیری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری رہ میں اڑایا ہم نے

تیرا میخانہ جو اک مرجعِ عالم دیکھا
خُم کا خُم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ اس پختہ عقیدہ پر قائم ہے کہ ہمارے رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ایک زندہ نبی ہیں

خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے عظیم الشان نمونہ کی کامل اتباع کی جائے

آپ کا وجود اس کائنات کے لئے سراپا رحمت ہے، اس لئے ہماری زبانوں پر ہمیشہ درود جاری رہنا چاہیئے

خطبہ جمعہ از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۱ صلح ۱۳۵۴ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۷۵ء

بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ انسان محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پیار کرے۔ آپ کی

کامل اتباع کرے

اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو اپنائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بے سود ہے وہ زندگی جو نفع رساں نہیں اور لاحاصل ہے وہ حیات جو فیض سے خالی ہے۔ دراصل اس عالمین پر دو ہی زندگیاں قابل تعریف ہیں۔ ایک تو اللہ کی زندگی۔ اس الحیّ کی حیات ہے جو منبع ہے ہر خیر کا اور جس کی طرف سب تعریفیں لوٹتی ہیں اور جس کے ذریعہ ہر وجود باقی رہتا ہے اور دوسری قابل تعریف زندگی حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ جن کے طفیل انسان نے اپنے رب کو اس کی تمام عظمتوں کے ساتھ اور اس کے تمام حسن کے ساتھ اور اس کے حسن و احسان کی تمام قوتوں کے ساتھ پہچانا حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری زندگی قرآن کریم کی ہدایت و شریعت پر عمل پیرا ہو کر ہمیں

اللہ تعالیٰ کا عرفان

بخشا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش مقصود نہ ہوتی تو پھر یہ کائنات ہی پیدا نہ کی جاتی۔ اس لئے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پہلوں اور پچھلوں ہر دو کو نفع پہنچانے والی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت دنیا پر (کائنات پر) حاوی ہے۔ آپ کی رحمت کی کوئی حد نہیں۔ اور نہ ہی یہ کسی جگہ ٹھہرتی ہے۔ بلکہ زمان و مکان کے لحاظ سے علت غائی ہونے کی وجہ سے پہلوں پر بھی آپ ہی کے طفیل فیوض نازل ہوئے اور بعد میں آنے والوں نے بھی جو کچھ پایا وہ بھی آپ ہی کی ذات کا کرشمہ ہے۔ کیونکہ اگر آپ کے متعلق یہ کہنا درست ہے اور یقیناً درست ہے کہ

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ

تو روحانی طور پر بھی جو فیوض نظر آتے ہیں وہ آپ ہی کے طفیل حاصل ہوتے رہے ہیں آپ کے بغیر نہیں مل سکتے۔ دوسرے مادی فیوض ہیں چونکہ آپ کی وجہ سے اس کائنات نے خدا تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمانیت کے بھی جلوے دیکھے اس لئے وہ فیوض بھی ہر مخلوق کو حاصل ہوتے ہیں ان کا دائرہ ہر جاندار اور ہر انسان تک ممتد ہے مگر روحانی فیوض آپ کے ماننے والوں پر نازل ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو علمی فیوض ہیں وہ بھی ہر انسان پر ہوتے ہیں۔ آپ جو تعلیم لائے تھے اس میں بھی ہر انسان شریک ہے سب ہی اس کے مخاطب ہیں کیونکہ آپ کی ذات میں بخل نہیں اور نہ ہی اس تعلیم میں بخل ہو سکتا ہے جو آپ پر نازل ہوئی چنانچہ دیکھ لیں آپ کو جنگیں لڑنی پڑیں مخالفوں نے آپ کو بہت دکھ دیئے۔ آپ کے ماننے والوں کو شہید کیا۔ اموال لوٹے۔ لیکن جس وقت بھی

آپ کو یا آپ کو ماننے والوں کو

کہیں دکھ نظر آیا تو آپ نے اور آپ کے صحابہؓ نے دکھ کو دور کرنے کی انتہائی کوشش کی جہاں بھی انسان کو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا پایا۔ وہاں دنیوی لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے بھی زندگی کے سامان پیدا کرنے کی کوشش کی اور جہاں بھی جماعت کے اندھیروں کو دیکھا وہاں ان اندھیروں کو نور میں تبدیل کرنے کی سعی کی گئی۔

چنانچہ سپین میں جب مسلمان گئے تو وہ مظلوم انسانیت ہی کی مدد کے لئے گئے پھر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور اس علاقے میں اللہ تعالیٰ اور

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نور

پھیل گیا۔ یہ نور دو جہتوں میں نمایاں طور پر ہمیں نظر آتا ہے ایک علمی میدان میں اور دوسرے اخلاقی اور روحانی میدان میں۔ مسلمانوں نے علمی میدان میں جو عظیم الشان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترقی کی وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے نتیجہ میں اور اس ابدی حیات کی وجہ سے تھی جو بعد میں آنیوالوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے عطا ہوئی جس کا اس وقت کی دنیا بالخصوص عیسائی دنیا مقابلہ نہ کر سکی۔ کیونکہ یہ وہی مقابلہ تھا جو نور کو ظلمات سے ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں نے دنیاوی علوم کو رائج کرنے کے لئے کئی تعلیمی ادارے، کئی یونیورسٹیاں قائم کیں۔ جن میں بہت سے بڑے بڑے پادری داخل ہوتے تھے اور وہاں مروّجہ علوم حاصل کرتے تھے۔ غرض مسلمانوں نے بخل سے کام نہیں لیا کیونکہ بخل خدا تعالیٰ کی صفات سے تضاد رکھتا ہے اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو سکتا ہے کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین بنکر دنیا کی طرف آئے تھے۔ آپ کے صحابہؓ بھی آپ کے رنگ میں رنگین تھے۔ اس لئے ان مومنین کی طرف بھی بخل منسوب نہیں ہو سکتا جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنا لیا اور خیر ہی خیر بن کر دنیا کی اس طرح خدمت کی کہ انسان کی آنکھ نے وہ جذبہ کسی زمانہ میں اور کسی قوم میں نہیں دیکھا

افریقہ جس پر اب پھر تنزل کا زمانہ ہے۔ بہت سے لوگوں نے اسلام کو چھوڑ بھی دیا ہے اور اب

اندھیروں اور ظلمات کا علاقہ

بنا ہوا ہے۔ اس میں اس زمانہ میں بھی جب کہ راہیں قریباً مسدود تھیں لوگوں کو دینِ واحد پر اکٹھا کرنے کیلئے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمان دُور دُور تک پہنچے اور انہوں نے افریقہ میں بسنے والوں کے اندھیرے دُور کئے۔ انکی ترقیات کے سامان پیدا کئے اور انکے دُکھوں کو سُکھ سے بدل دیا۔ انہیں دین و دنیا کے علوم سکھائے اور ان کا اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق قائم کیا جو انسان کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی ہر جہت اور ہر لحاظ سے نفع مند اور فیض رساں زندگی ہے۔ آپ کا یہ فیض آپ کی قائم رہنے والی روحانی حیات ہے جس کے نتیجہ میں پچھلے چودہ سو سال میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں انسانوں نے آپ کے فیض سے بہرہ ور ہوتے ہوئے اپنے پیدا کرنیوالے رب کریم سے ایک زندہ تعلق پیدا کیا۔ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کیا۔ یہ دروازہ آج بند نہیں اور نہ قیامت تک کبھی بند ہوگا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران ۳۲)

کی رُو سے ہر وہ شخص جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی تلاش میں نکلے گا وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو پا لے گا۔ اور اسکی زندگی اندھیروں سے نکل کر اللہ کے نور میں داخل ہو جائیگی۔ پھر اس کی زندگی ایک منوّر زندگی ایک مسرور زندگی اور ایک کامل زندگی اور ایک نفع بخش زندگی بن جائیگی۔ امتِ محمدیہ میں بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو یہ سمجھتے رہے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ہمیشہ قائم رہنے والی زندگی

عطا نہیں ہوئی تھی اور آپ کے ذریعہ سے فیوض اور برکات اور رحمتیں حاصل نہیں کی جا سکتیں جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ نہیں۔ جماعت احمدیہ تو اس پختہ عقیدہ پر قائم ہے کہ ہمارے پیارے رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ایک زندہ نبی ہیں۔ آپ کی زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ دنیا کی نگاہوں میں دھتکاری ہوئی اس جماعت میں ہزارہا خدا کے ایسے بندے پیدا ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات سے حصہ لیتے ہیں اور جن کی زندگیوں میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہوتی رہی ہے اور ایک قسم کی مُردنی جو دوسروں میں نظر آتی ہے اس سے نجات حاصل کی۔ ہم نے ایک ایسی زندگی پائی جو حقیقی زندگی ہے۔ یعنی وہ زندگی جو خدا تعالیٰ سے ایک پیار اور زندہ تعلق پیدا کرنے کے بعد انسان کو ملتی ہے۔ چنانچہ اس پیار سے اور زندہ تعلق کو پانے کے بعد، خدا تعالیٰ کے پیار کے حصول کے بعد

خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت

حاصل ہو جانے کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان کے دریافت کرنے کے بعد اور پھر اس عظمت اور شان اور اُس حسن اور اس احسان سے عملاً اپنی زندگیوں میں تبدیلی محسوس کر لینے کے بعد انسان ایک طرف تو اپنے خدا کے ذکر میں ہمیشہ محو رہنے والا بن جاتا ہے اور دوسری طرف اسکی زبان پر ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود جاری رہتا ہے۔ ایسی صورت میں پھر دنیا اور دنیاداروں کی اُسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

اگر ہم اس کائنات پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ صرف دو ہی زندگیاں نظر آتی ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی ہستی جس نے اس کائنات کو پیدا کیا اور اسکی ہر چیز میں بے شمار صفات پیدا کیں۔ مخلوق میں سے ہر چیز کو انسان کا خادم بنا دیا۔ وہی خدا، ہمارا محبوب اللہ جس نے انسان کو انفرادی طور پر بھی اور نوع کے لحاظ سے بھی اتنی طاقت دی کہ وہ خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ خدّام سے خدمت لے سکے یہ وہی قادر ہستی ہے جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے بے نظیر وجود اور صفاتِ باری کے مظہرِ اتم کو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ بنایا۔ آپ کے اسوہ پر چل کر اور آپ کی زندگی کا مطالعہ کر کے ہم نے کامیابیوں اور کامرانیوں کو حاصل کیا۔ یہ آپ کا عظیم الشان نمونہ ہی ہے جس کی اتباع کر کے اور جس کی غلامی میں آ کر اور آپ کے خادم بنکر ہم نے اپنے ربِ کریم کا پیار حاصل کیا۔ یہی حقیقی کامیابی ہے۔ جس کے بعد ہمیں نہ کسی چیز کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ کسی اور کی طرف توجہ کرنے کی کوئی حاجت باقی رہتی ہے۔

پس حقیقتاً یہی دو زندگیاں ہیں جو عظیم شان رکھتی ہیں باقی ہر زندگی انہی کے طفیل ہے ایک اللہ جل شانہ کی حیات ہے جو منبع ہے ہر حیات کا اور ایک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی جو ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کا۔ آپ کا وجود اس کائنات کے لئے سراپا رحمت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی کمال

ہے کہ انسان کے لئے ایسے سامان پیدا کئے گئے کہ وہ اپنے مجاہدہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے قابل ہوا اور اسے خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس لئے ہماری زبانوں پر ہمیشہ خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے جاری رہنے چاہئیں۔ محسنِ انسانیت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔ آپ نے بنی نوع انسان سے جو پیار کیا ہے۔ اس کو زندہ رکھنے کی کوشش ہمیشہ جاری رہنی چاہیئے تاکہ اس پیار کے نتیجہ میں جو ہمارے دل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے موجزن ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کا پیار بھی حاصل ہو جائے۔ خدا کرے کہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا ہو۔"

(الفضل ۸ رفروری ۱۹۷۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام کی عظمت اور جلالتِ شان

"سورۃ آلِ عمران جزو تیسری میں مفصّل یہ بیان ہے کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار لیا گیا کہ تم پر واجب ولازم ہے کہ عظمت و جلالیتِ شانِ ختم الرسل پر، جو محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ایمان لاؤ اور انکی اس عظمت اور جلالیت کی اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو۔ اسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر تا حضرت مسیح کلمۃ اللہ جس قدر نبی و رسول گذرے ہیں وہ سب کے سب عظمت و جلالیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتے آئے ہیں۔" (سُرمہ چشم آریہ حاشیہ ص۲۷۹، ص۲۸۰)

(مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاھد)

کائنات کا نقطہ مرکزیہ

اگر کائناتِ عالَم کو ایک دائرہ سے تشبیہ دی جائے تو اُس کا نقطۂ مرکزیہ پیغمبرِ خدا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ حدیثِ قدسی میں ہے کہ جبریلِ امین آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور آپؐ کو ربّ العرش کا یہ پیغام دیا یا محمّد لَوْلَاكَ مَاخَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَاكَ مَاخَلَقْتُ النَّارَ۔ لَوْلَاكَ مَاخَلَقْتُ الدُّنْيَا (دیلمی۔ ابن عساکر بحوالہ موضوعات علی القاریؒ) اے محمد اگر تُو نہ ہوتا تو مَیں جنّت و نار اور دُنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔

نبیوں سے میثاق

چونکہ دُنیا و عقبٰی کی تخلیق کا آسمانی مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت سے وابستہ کیا گیا ہے اِس لئے جملہ انبیاء کی بعثت صرف اسی غرض سے ہوئی کہ اس آفتابِ صداقت کے طلوع سے قبل اُس کے ظہور کی اپنی اپنی قوموں میں منادی کریں اور اس طرح سب دُنیا کو آپؐ پر ایمان لانے کے لئے تیار کر دیں جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ (آل عمران آیت ۸۲)

"اور یاد کرو جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب مَیں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہو گا اور اُس کی مدد کرنی ہو گی اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس عہد پر استوار ہو گئے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا، تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے اقرار کے گواہ رہو اور مَیں بھی تمہارے ساتھ اِس بات کا گواہ ہوں۔" (ترجمہ از حقیقۃ الوحی ضد۱۳۰، ص۱۳۱)

حضرت ابنِ عباسؓ کی روایت ہے کہ تمام سابقہ اُمّتیں اپنے اپنے انبیاء سے ظہورِ نبوی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی بشارت سُنتی رہیں اور آپ کے وسیلہ سے دعائے فتح و ظفر مانگتی رہیں۔ مجدّدِ اسلام حضرت علّامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام سے جو عہد و پیمان لیا گیا گویا وہ اس بیعت کی مانند ہے جو خلفاء کے نائبوں سے بوقتِ استقراءِ خلافت لی جاتی ہے اور عین ممکن ہے کہ نائبین سے جو حلف لیا جاتا ہے وہ اسی کی اصل بھی ہو۔ اب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اور رفعت مقام پر غور کیجئے جو بارگاہ حق سبحانہٗ وتعالٰی کی طرف سے ہے (خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص۱۵۔ ص۱۶ مترجم)۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اس آیت سے بنصِّ صریح ثابت ہوا کہ تمام انبیاء جن میں حضرت مسیح بھی شامل ہیں مامور تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاویں اور انہوں نے اقرار کیا کہ ہم ایمان لائے۔" (تفسیر آل عمران والنساء ص۱۲۷)

اس قرآنی صداقت کے ثبوت میں مذاہبِ عالَم کی مذہبی تاریخ اور دینی لٹریچر میں بہت سے شواہد و دلائل ہمیں ملتے ہیں جن میں سے بعض کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام

انجیل برنباس میں لکھا ہے:۔

"جبکہ آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہُوا اس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کی طرح چمکتی دیکھی جس کی عبارت تھی لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ تب آدم نے اپنا مُنہ کھولا اور کہا مَیں تیرا شکر کرتا ہوں۔ اے میرے پروردگار اللہ!! کیونکہ تُو نے مہربانی کی پس مجھ کو پیدا کیا۔ لیکن مَیں تیری منّت کرتا ہوں کہ تُو مجھے خبر دے کہ ان کلمات کے کیا معنے ہیں۔ تب اللہ نے جواب دیا مرحبا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم اور مَیں تجھ سے کہتا ہوں...... یہ شخص جس کو تُو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے جو بہت سے سال بعد دُنیا میں آئیگا اور وہ میرا ایسا رسول ہو گا کہ اُس کے لئے مَیں نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے وہ رسول جب آئے گا دُنیا کو ایک روشنی بخشے گا یہ وہ نبی ہے کہ اُس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی کہ مَیں کسی چیز کو پیدا کروں۔ پس آدم نے بمنّت یہ کہا کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اُس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی۔ داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت "لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ" اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت محمّد رسول اللّٰہ۔ تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پدری محبّت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا اور کہا مبارک ہے وہ دن جس میں تُو آئے گا۔"

(انجیل برنباس مترجم ص۶۰-۶۱ مطبوعہ ۱۹۱۶ء)

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی عظیم الشان خوشخبری دی چنانچہ بائبل میں ہے کہ:۔

"مردِ خدا موسیٰ نے جو دعائے خیر دے کر اپنی وفات سے پہلے بنی اسرائیل کو برکت دی وہ یہ ہے اور اس نے کہا خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر آشکار ہُوا۔ وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہُوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اُس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُن کے لئے تھی۔" (استثناء باب ۳۳ آیت ۱تا۲)

حضرت مہدی موعود علیہ السلام اس پیشگوئی کی طرف اشارہ کر کے تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے...... صاف بتلا دیا کہ جلالیتِ الٰہی کا ظہور فاران پر پہنچ کر اپنے کمال کو پہنچ گیا اور آفتابِ صداقت کی پوری پوری شعاعیں فاران پر ہی آ کر ظہور پذیر ہوئیں اور وہی توریت ہم کو یہ بتلاتی ہے کہ فاران مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے جس میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جدّامجد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سکونت پذیر ہوئے (پیدائش باب ۲۱ آیت ۲۰-۲۱) اور یہی بات جغرافیہ کے نقشوں سے بپایہ ثبوت پہنچتی ہے اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں سے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی رسول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں اُٹھا سو دیکھو حضرت موسیٰ سے کیسی صاف صاف شہادت دی گئی ہے کہ وہ آفتابِ صداقت جو فاران کے پہاڑ سے ظہور پذیر ہوگا اُس کی شعاعیں سب سے زیادہ تیز ہیں اور سلسلہ ترقیاتِ نورِ صداقت اُس کی ذات جامع بابرکات پر ختم ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۸۰-صفحہ ۲۸۱)

افسوسناک تحریف

عیسائی دُنیا اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مندرجہ بالا پیشی خبری پر غور کرے تو اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آئے بغیر کوئی چارہ نہیں لیکن عہدِ حاضر کا یہ عظیم المیہ ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بائیبل کے جو اُردو ایڈیشن شائع کئے گئے اُن میں دس ہزار قدوسیوں کے الفاظ کو "لاکھوں میں سے آیا" کی صورت میں بدل دیا گیا ہے اور برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور مدت سے یہی محرف شدہ بائبل شائع کر رہی ہے۔

حضرت حبقوق علیہ السلام

فاران سے ظاہر ہونے والے جلوہ محمدی کی خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت حبقوق علیہ السلام کو بھی دی گئی چنانچہ لکھا ہے:۔

"خدا تیمان سے' اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا۔ سلاہ اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ اور زمین اُس کی حمد سے معمور ہو گئی اور اُس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔ اُس کے ہاتھ سے کرنیں نکلیں پر وہاں بھی اُس کی قدرت در پردہ تھی۔ مری اُس کے آگے آگے چلی اور اُس کے قدموں پر آتشی وبا روانہ ہوئی وہ کھڑا ہوا اور اُس نے زمین کو لرزہ دیا اس نے نگاہ کی اور قوموں کو پراگندہ کر دیا اور قدیم پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے۔ .. میں نے دیکھا کہ کوشان کے خیموں پر مصیبت تھی اور زمین مدیان کے پردے کانپ جاتے تھے۔"

(حبقوق باب ۳ آیت ۳ تا ۷)

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میرا محبوب سرخ و سفید ہے دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے... اُس کا منہ شیرینی ہے ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے اے یروشلم کی بیٹیو یہ میرا پیارا ہے یہ میرا جانی ہے۔"

(غزل الغزلات باب ۵ آیت ۱۰-۱۶)

اُردو بائبل میں جس لفظ کا ترجمہ "سراپا عشق انگیز" کیا گیا ہے وہ عبرانی بائیبل میں "محمدیم" ہے۔ یہ پیشگوئی واضح طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں ہوتی ہے آپ ہی حضرت موسیٰ اور حضرت سلیمان کی پیشگوئیوں کے مطابق دس ہزار قدوسیوں کے سردار کی حیثیت سے فاران کی چوٹیوں پر سے گذرتے ہوئے فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے صرف آپ ہی وہ مقدس ترین نبی ہیں جن کا نام ازل سے محمد رکھا گیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت داؤد علیہ السلام

زبور میں آنحضرتؐ کی شان میں لکھا ہے:۔

"تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے لبوں میں نعمت بتائی گئی ہے اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا۔ اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا۔ امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کہ تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائے گا۔ بادشاہ کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تر تجھے معطر کیا۔"

(زبور ۴۵ آیت ۲ تا ۷)

حضرت یسعیاہ علیہ السلام

حضرت یسعیاہ نبی علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالیت و عظمت کے بارے میں اپنے صحیفہ کے بائیسویں باب میں بطور پیشگوئی وحی پاکر یوں بیان کیا:۔

"دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالوں گا۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اس پر رکھی وہ قوموں پر راستی ظاہر کرے گا وہ نہ گھٹے گا اور نہ تھکے گا جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے بیابان اور اُس کی بستیاں کیدار (یعنی عرب) کے آباد دیہات (جس سے مکہ معظمہ وغیرہ مراد ہیں) اپنی آواز بلند کریں۔ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا" (خداوند سے مراد ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ وہ مظہر اتم الوہیت ہیں)

حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔

"میں تو تمہیں توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھ سے قوی تر ہے کہ میں اُس کی جوتیاں اُٹھانے کے لائق نہیں۔"

(متی باب ۳ آیت ۱۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

انجیل برنباس میں ہے:۔

(۱) "میں اس کے لائق بھی نہیں ہوں کہ اُس رسول اللہ کے جوتے کے بند یا نعلین کے تسمے کھولوں جس کو تم مسیّا کہتے ہو وہ جو میرے پہلے پیدا کیا گیا اور اب میرے بعد آئے گا اور وہ بہت جلد کلامِ حق کے ساتھ آئے گا اور اُس کے دین کی کوئی انتہا نہ ہو گی۔"

(فصل ۴۲ آیت ۱۳-۱۷)

(۲) "جب اُس نے عمل کا ارادہ کیا سب چیز سے پہلے اپنے رسول کی روح پیدا کی، وہ رسول جس کے سبب سے تمام چیزوں کے پیدا کرنے کا قصد کیا تاکہ مخلوقات خوشی اور اللہ سے برکت پائے ... میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک نبی جب وہ آتا ہے تو وہ فقط ایک ہی قوم کے لئے اللہ کی رحمت کی نشانی اُٹھا کر لاتا ہے اور اسی وجہ سے اُن انبیاء کا کلام اُس قوم سے آگے نہیں بڑھا جس کی جانب وہ بھیجے گئے تھے لیکن رسول اللہ جب آئے گا اللہ اُس کو وہ چیز عطا کرے گا جو اُس کے ہاتھ کی انگشتری کی مانند ہے (خاتم النبیین کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ ناقل) پس وہ زمین کی اُن تمام قوموں کے لئے خلاص اور رحمت لائیگا جو کہ اُس کی تعلیم کو قبول کریں گی اور عنقریب وہ ظالموں پر ایک زور کے ساتھ آئے گا اور دلوں کی عبادت کو مٹا دے گا کہ شیطان ذلیل و خوار ہو گا۔ کیونکہ اللہ نے ابراہیمؑ سے ایسا ہی وعدہ کیا ہے اور کہا ہے تو دیکھ کہ میں تیری نسل سے تمام زمین کے قبیلوں کو برکت دوں گا۔"

(فصل ۴۳ آیت ۸ تا ۱۹)

(۳) "میں تم سے کہتا ہوں کہ بے شک رسول اللہ ایک روشنی ہے جو تقریباً تمام مصنوعات باری کو مسرور کرے گا کیونکہ وہ فہم اور مشورت کی روح سے آراستہ ہے ..... وہ کیسا مبارک زمانہ ہے جس میں کہ یہ (رسول) دُنیا میں آئے گا۔ تم مجھے سچا مانو ہر آئینہ میں نے اُس کو دیکھا اور اس کے سامنے عزت و حرمت کو پیش کیا (اس کی تعظیم کی) ہے جیسا کہ اُس کو ہر ایک نبی نے دیکھا ہے کیونکہ اللہ اُن (نبیوں) کو اُس (رسول) کی روح بطور پیشگوئی کے عطا کرتا ہے اور جبکہ میں نے اُس کو دیکھا میں تسلی سے بھر کر کہنے لگا اے محمد اللہ تیرے ساتھ ہو اور مجھ کو اس قابل بنائے کہ میں تیرے جوتوں کا تسمہ کھولوں کیونکہ اگر میں یہ (شرف) حاصل کر لوں تو بڑا نبی اور اللہ کا قدوس ہو جاؤں گا۔"

(فصل ۴۴ آیت ۱۹ تا ۳۱)

حضرت مسیح علیہ السلام انجیل یوحنا میں اسی برگزیدہ نبی کی نسبت جس کی کفش برداری کو وہ اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں، یہ فرماتے ہیں:۔

۱۔ "میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دُنیا کا سردار آتا ہے۔"

(آیت ۳۰)

۲۔ "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔" (آیت ۱۲-۱۳)

یوحنا عارف کا مکاشفہ

یوحنا عارف کے مکاشفہ میں ہے کہ

"میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اُس پر ایک سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے اور وہ راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے اور اُس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں اور اس کے سر پر بہت سے تاج ہیں اور اُس کا ایک نام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکھا ہوا ہے جسے اُس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہیں اور اُس کا نام کلامِ خدا کہلاتا ہے ۔۔۔ اور اُسکی پوشاک اور ران پر یہ نام لکھا ہوا ہے بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند"

(عہد نامہ جدید مکاشفہ باب ۱۹ آیت ۱۱ تا ۱۶)

اِس لطیف اور واضح مکاشفہ میں، جس کا لفظ لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر صادق آتا ہے یہ عظیم الشان بشارت دی گئی ہے کہ آنحضرتؐ کے سر پر بہت سے تاج ہوں گے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بادشاہوں کے بادشاہ اور خداوندوں کے خداوند کو بہت سے آسمانی خطابات و القاب سے نوازا جائے گا چنانچہ اس پاک نوشتے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جب ہم کلام اللہ یعنی قرآن مجید کو دیکھتے ہیں تو ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی کہ اُس نے آنحضورؐ کی عدیم المثال شان اور بے نظیر مقامِ محمدیت کے متعدد پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اللہ جلّ شانہ نے بہت سے مبارک ناموں سے آنحضرتؐ کو یاد فرمایا ہے اور ان کی حقانیت پر ایسے ایسے محکم اور فیصلہ کُن دلائل و بیّنات عطا فرمائے ہیں کہ کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں رہتی۔

قرآن میں آنحضرتؐ کے مُبارک نام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآنی اسماء اور خطابات جن سے آنحضورؐ کی عظمت شان کا پتہ چلتا ہے بہت ہیں جن میں سے بعض ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :۔

۱۔ محمد رسول اللہ (الفتح : ۳۰)
۲۔ مثیلِ موسٰی (مزمّل : ۱۶)
۳۔ قابَ قوسین او ادنیٰ کا ارفع ترین مرتبہ (نجم : ۹)
۴۔ خاتم النبیین (احزاب : ۴۱)
۵۔ (نبیوں کا) سردار (یٰس : ۲)
۶۔ آپؐ کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے (نساء : ۸۱)
۷۔ آپؐ کی بیعت خدا تعالیٰ کی بیعت ہے۔ (فتح : ۱۱)
۸۔ آپ مقامِ محمود پر فائز ہیں (بنی اسرائیل : ۸۰)
۹۔ عالمگیر نبی (اعراف : ۱۵۹ ۔ سبا : ۲۹)
۱۰۔ رحمۃٌ للعالمین (انبیاء : ۱۰۸)
۱۱۔ صاحبِ خُلقِ عظیم (قلم : ۵)
۱۲۔ شاہد
۱۳۔ مبشر
۱۴۔ داعی الی اللہ
۱۵۔ سراجِ منیر (احزاب : ۵۵۲)
۱۶۔ نبی اُمّی (اعراف : ۱۵۸)
۱۷۔ صاحبِ اسراء والمعراج (بنی اسرائیل : ۲، نجم ۹ تا ۱۴)
۱۸۔ محبوبِ الٰہی بنانیوالا نبی (آل عمران : ۳۲)
۱۹۔ صاحبِ کوثر (کوثر : ۱)
۲۰۔ الانسان (احزاب : ۱۰۳)
۲۱۔ نور (نساء : ۱۷۴)

حضرت مہدی موعودؑ کے الفاظ میں تشریح

درج بالا قرآنی القاب، اسماء اور خطابات میں سے ہر لقب، ہر نام اور ہر خطاب اپنی ذات میں مستقل طور پر ایک عظیم الشان اور منفرد مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔ مناسب ہو گا کہ اِس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے "احقر الغلمان" یعنی حضرت امام مہدیؑ کے حقیقت افروز قلم سے ان میں سے نمونۃً بعض مقامات کی مختصر سی تشریح اور توضیح کر دی جائے کیونکہ گذشتہ ایک لاکھ چوبیس ہزار غلامانِ احمد کی طرح عالمِ روحانیات میں آپ کو بھی شمعِ لولاک کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ کی بعثت کا واحد مقصد ہی "لتؤمننّ به ولتنصرنّه" کے عہد ازلی کی عالمگیر رنگ میں تکمیل ہے۔

مقامِ محمدیت

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے "مقامِ محمدیت" کا نہایت شاندار تصور پیش کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں :۔

"حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کی رُو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا۔"

(توضیح مرام صفحہ ۲۴، صفحہ ۲۶)

مقامِ انسانِ کامل

فرماتے ہیں :۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل، یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۶۰)

مقامِ خُلقِ عظیم

آپ نے آنحضرت کے مقامِ خُلقِ عظیم کا نقشہ درج ذیل الفاظ میں کھینچا ہے :۔

"جو اخلاقِ فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام اُن اخلاقِ فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ تو خُلقِ عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہو گا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاقِ فاضلہ و شمائلِ حسنہ نفسِ انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفسِ محمدی میں موجود ہیں سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب ۴۵ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۹ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

مقامِ رحمۃٌ للعالمین

حضرت مہدی موعودؑ کے نزدیک آنحضرتؐ کے مقام رحمۃٌ للعالمین کی ایک نمایاں جھلک یہ ہے کہ

"ہر یک رسول اس عالی جناب کا ممنونِ منّت ہے جس کو خدا نے وہ کامل اور مقدس کتاب عنایت کی جس کی کامل تاثیروں کی برکت سے سب صداقتیں ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں جن سے ان نبیوں کی نبوت پر یقین کرنے سے ایک راستہ کھلتا ہے اور اُن کی نبوتیں شکوک اور شبہات سے محفوظ رہتی ہیں۔"

(براہینِ احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۶۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

مقامِ نُور

سیدنا مہدی موعودؑ درود شریف کی برکات کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر اُن کی لا انتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں ۔۔۔۔ درود شریف کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔"

(الحکم جلد ۷ ۸ صفحہ ۸)

مزید لکھتے ہیں :۔

"اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں کہ انسان خدا کا پیارا ہو جائے پس جس کی راہ پر چلنا انسان کو محبوبِ الٰہی بنا دیتا ہے اس سے زیادہ کس کا حق ہے کہ اپنے تئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روشنی کے نام سے موسوم کرے اسی لئے اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور رکھا ہے جیسا کہ فرماتا ہے قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یعنی تمہارے پاس خدا کا نور آیا۔"

(عیسائیوں کے چار سوالوں کا جواب طبع دوم صفحہ ۴۶)

اسی مضمون کو ایک دوسرے پیرایہ میں یوں لکھتے ہیں کہ:-

"سُبحان اللہ اس سرورِ کائنات کے حضرتِ احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محبّ خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بن جاتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۵۰۲ حاشیہ در حاشیہ ع ۳)

مقامِ سراجِ منیر

فرماتے ہیں:-

"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلۂ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج، جس کا نام محمد مصطفےٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔"

(سراجِ منیر صفحہ ۲، صفحہ ۳)

پھر فرماتے ہیں:-

"حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرتؐ کے کمالاتِ قدسیہ سے شریک و مساوی نہیں ہو سکتا بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرتؐ کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔"

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۴۲)

مقامِ خاتم النبیین

حاشیہ "حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوّت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوّتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

مقامِ قابَ قوسین

حضرت اقدس مہدی موعودؑ نے قابَ قوسین کی عظمتوں اور رفعتوں کا کیا وجد آفریں مقام بتایا ہے؟ فرماتے ہیں:-

"وہی حُسن تھا جس کے لئے فرمایا گیا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ اور نوح میں وہی حُسن تھا جس کی پاس خاطر حضرت عزّت جلّ شانہٗ کو منظور ہوئی اور تمام منکروں کو پانی کے عذاب سے ہلاک کیا گیا پھر اس کے بعد موسیٰ بھی وہی حُسن روحانی لے کر آیا جس نے چند روز تکلیفیں اُٹھا کر آخر فرعون کا بیڑہ غرق کیا پھر سب کے بعد سیّد الانبیاء و خیر الوریٰ مولانا و سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان حُسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے دنیٰ فتدلّٰی فکان قابَ قوسین او ادنیٰ یعنی وہ نبی جنابِ الٰہی کے بہت قریب چلا گیا اور پھر مخلوق کی طرف جھکا اور اس طرح پر دونوں حقوق کو جو حقّ اللہ اور حقّ العباد ہیں ادا کر دیا اور دونوں قسم کا حُسنِ روحانی ظاہر کیا اور دونوں قوسوں میں وتر کی طرح ہو گیا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۶۲، صفحہ ۶۳)

یہ ایسا بلند و بالا مقام ہے کہ انسانی ذہن و ادراک کی بھی اُس تک رسائی نہیں ہو سکتی چنانچہ فرماتے ہیں:-

"جناب سیدنا و مولانا سید الکل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ... ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے۔" (توضیح مرام صفحہ ۲۳)

مقامِ سدرۃ المنتہیٰ

حضرت مہدی موعودؑ اس مقام کی تجلیات کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"سب سے زیادہ اکمل و اقویٰ و اشرف زندگی ہمارے سیّد و مولیٰ فداہٗ نفسی و ابی و امّی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے حضرت مسیح تو صرف دوسرے آسمان میں اپنے خالہ زاد بھائی اور نیز اپنے مرشد حضرت یحییٰ کے ساتھ مقیم ہیں لیکن ہمارے سیّد و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ مرتبہ آسمان میں جس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ نہیں، تشریف فرما ہیں عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی بالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی اور اُمّت کے سلام و صلوٰت برابر آنحضرتؐ کے حضور میں پہنچائے جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اکثر مما صلیت علی احد من انبیاءک وبارک وسلّم۔"

(حاشیہ ازالہ اوہام صفحہ ۲۴۸، صفحہ ۲۵۰)

تعریف میں مبالغہ کا الزام اور اس کا جواب

قرآن عظیم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو بے انتہا مقاماتِ الٰہیہ اور مراتب جلیلہ بیان ہوئے ہیں، حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی ایمان افروز اور رُوح پرور تحریرات اُن کی تفسیر سے لبریز ہیں۔ آپ کے قلم اعجاز رقم نے آنحضرتؐ کے فضائل و کمالات اور محامد و محاسن کے دریا بہا دیئے ہیں جن کو دیکھ کر ایک بزرگ صوفی نے آپ کو "نصیحت" کی کہ آنحضرتؐ کی تعریف میں مبالغہ نہ ہو (مکتوباتِ احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱) اور مشہور عالم اہلِ حدیث جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے آپ کے بعض نعتیہ اور پُر معارف اشعار کو "مشرکانہ تعلیم" سے تعبیر کیا مگر اس بے مثال عاشقِ رسولؐ نے جواب دیا کہ

(قرآن شریف اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم) "دونوں وہ دریا ئے بے انتہا ہیں کہ اگر تمام دُنیا کے عاقل اور فاضل اُن کی تعریف کرتے رہیں تب بھی حق تعریف کا ادا نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ مبالغہ تک نوبت پہنچے۔"

(مکتوباتِ احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۳)

اِس کے بعد اپنے ایک عربی قصیدہ میں فرمایا ؎

اَلَا مَا ھَرَفْنَا فِیْ ثَنَاءِ رَسُوْلِنَا
لَہٗ رُتْبَۃٌ فِیْہِ الْمَدَائِحُ تُحْصَرُ

(کرامات الصادقین)

یاد رکھو ہم نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف میں مبالغہ نہیں کیا۔ آپؐ کا رتبہ ہی ایسا بلند ہے کہ اس میں مدح ورے ہی ختم ہو جاتی ہے۔

اِسی طرح "حمامۃ البشریٰ" کے نعتیہ کلام میں خاص طور پر مبالغہ آرائی کے خیال کی غلطی نمایاں کی اور نہایت زور دار اور شوکت بھرے الفاظ میں بتایا کہ ؎

لَہٗ دَرَجَاتٌ فَوْقَ کُلِّ مَدَارِجٍ
لَہٗ لَمَعَاتٌ لَا یَلِیْھَا تَصَوُّرُ
مَدَحْتُ اِمَامَ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّہٗ
لَاَرْفَعُ مِنْ مَدْحِیْ وَاَعْلٰی وَاَکْبَرُ
دَعُوْا کُلَّ فَخْرٍ لِّلنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ
اَمَامَ جَلَالَۃِ شَانِہِ الشَّمْسُ اَحْقَرُ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام درجات سے بلند تر درجات حاصل ہیں اور آپ کے انوار تک انسانی تصوّر ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے امام الانبیاء کی تعریف کی لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میری مدح و ستائش سے ارفع، اعلیٰ اور اکبر ہیں۔ ہر قسم کا فخر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوڑ دو آپ کی جلالتِ شان کے آگے سُورج بھی حقیر ہے۔

زندگی بخش جامِ احمد ہے
کیا ہی پیارا یہ نامِ احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقامِ احمد ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخِ اسلام کا ایک سُنہری ورق

صُلح حُدیبیہ اور اُس کے شاندار نتائج

محترم مولوی محمد احمد صاحب جلیل پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دعویٰ رسالت پر اہل مکہ کچھ عرصہ خاموش رہے اور آپؐ سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا لیکن جب کچھ لوگ بت پرستی اور شرک کو چھوڑ کر توحید کے پرستار بن گئے اور آپؐ سے عقیدت رکھنے والوں کا حلقہ بڑھنے لگا تو قریش مکہ کا ماتھا ٹھنکا اور آنحضورؐ اور آپ پر ایمان لانے والوں کے خلاف مخالفت کی ایک ایسی لہر اٹھی جو دن بدن بڑھتی چلی گئی۔ بے التفاتی کی بجائے آپؐ کی تضحیک اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا اور آپؐ کے متبعین کو طرح طرح کی ایذائیں دی جاتیں۔ غریب اور بے سہارا مسلمانوں پر ایسے ایسے ظلم ڈھائے جاتے جن کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو صبر و تحمل کی تلقین فرماتے۔ اس طرح آنحضورؐ اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کی مٹھی بھر جماعت تیرہ سال تک ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنی رہی۔ آخر اہالیان مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر بچارے مسلمانوں نے مکہ کو خیرباد کہنے اور وطنِ عزیز کو چھوڑ دینے میں ہی عافیت دیکھی چنانچہ وہ لوگ بادلِ ناخواستہ گھر بار چھوڑ کر یکے بعد دیگرے مدینہ ہجرت کر گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکہ کے در و دیوار پر حسرت کی نگاہ ڈال کر یہ کہتے ہوئے مدینہ رخصت ہوئے کہ اے مکہ تو مجھے سب شہروں سے زیادہ پیارا ہے مگر تیرے رہنے والوں نے مجھے یہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔

مکہ میں صرف وہ مسلمان پیچھے رہ گئے جو کمزور اور بے وسیلہ تھے۔ ان کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ میں آیا ہے:۔

"اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا"

(سورۃ النساء)

مسلمانوں کے مکہ سے ہجرت کر جانے کے بعد کفارِ مکہ کے دل ٹھنڈے ہونے کی بجائے اُن کے غیظ و غضب کی آگ اور بھی بھڑک اٹھی۔ نفرت اور حقارت اور انفرادی ایذا رسانی، اجتماعی مخالفت اور جماعتی دشمنی میں تبدیل ہو گئی اور انہوں نے مسلمانوں کے مقابل پر باقاعدہ جنگ کا محاذ کھول دیا۔ عرب کے دوسرے قبائل کو بھی مسلمانوں کے خلاف اکسایا اور اپنے ساتھ محاذ آرائی میں شامل کر لیا۔ برابر چھ سال تک وہ مسلمانوں کے ساتھ برسرِ پیکار رہے۔ بدر، اُحد اور احزاب کی خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ ان جنگوں کے علاوہ بیسیوں دفعہ ارد گرد کے مخالف قبائل سے جھڑپیں ہوئیں۔ غرضیکہ مسلمانوں کو مدینہ آ کر بھی چین نصیب نہ ہوا۔ قریش مکہ اور مدینہ کے ارد گرد کے دشمن قبائل میں گھرے ہوئے مسلمانوں کو ہر وقت چوکس رہنا پڑتا تھا۔ مدینہ کی حالت بتیس دانتوں میں زبان کی طرح تھی۔ آخر چھ سال مسلسل جنگ کی حالت نے اہل مکہ کو بھی تھکا دیا۔ اور ۵ھ میں جنگ احزاب کی رسوا کن ہزیمت نے ان کی کمر ہمت توڑ کر رکھ دی۔ چنانچہ اس جنگ کے اختتام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اَلْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا"

کہ اب ہم ان پر فوج کشی کریں تو کریں وہ آئندہ ہم پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں کریں گے۔

(بخاری کتاب المغازی)

ذی قعدہ ۶ھ میں الٰہی بشارت کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو مسلمانوں کے ہمراہ بیت اللہ کے طواف کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ذوقعدہ کا مہینہ اشہر الحرم میں سے ہے عرب کے دستور کے مطابق اہل عرب ان ایام میں جنگ و جدال بند کر دیتے تھے تاکہ لوگ امن اور آزادی سے بیت اللہ کی زیارت اور حج وغیرہ کر سکیں۔ آنحضورؐ اور آپ کے رفقاء نے عمرہ کے لئے احرام باندھا اور قربانی کے لئے ستر اونٹ ساتھ لے کر چل پڑے۔ مکہ والوں کو اطلاع ہوئی۔ انہوں نے مزاحمت کا ارادہ کیا اور ابوسفیان کی سرکردگی میں اہل مکہ کی ایک بڑی جمعیت جنگی ساز و سامان سے لیس ہو کر مکہ سے نکل کر کھڑی ہوئی۔ آنحضورؐ اس عرصہ میں مکہ سے تقریباً نو میل کے فاصلہ پر حدیبیہ مقام تک پہنچ چکے تھے۔ یہاں پہنچ کر آپؐ رک گئے کیونکہ آپ طوافِ بیت اللہ کی غرض سے آئے تھے اور لڑائی جھگڑے سے احتراز کرنا چاہتے تھے۔ بنو خزاعہ قبیلہ کا ایک غیر مسلم سردار بدیل بن ورقاء جس کے مسلمانوں اور قریش مکہ دونوں سے اچھے تعلقات تھے۔ وہ بیچ بچاؤ کرنے کے لئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اس پر واضح کیا کہ ہم لوگ محض عبادت کی نیت سے آئے ہیں۔ کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں چاہتے۔ اس نے جا کر قریش کو سمجھانے کی کوشش کی اور یہ مشورہ دیا کہ مسلمانوں کو بیت اللہ کے طواف سے نہ روکا جائے۔ مگر وہ نہ مانے اور یکے بعد دیگرے پانچ ایلچی آنحضورؐ سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجے۔

جب کسی طرح بات نہ بنی تو آنحضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو اہل مکہ کے پاس بھیجا مگر قریش نے اسے قومی وقار کا مسئلہ بنا لیا اور کسی صورت میں بھی مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت دینے پر رضامند نہ ہوئے۔ اور اپنے ایلچی سہیل بن عمرو کو مصالحت کی گفتگو کرنے کے لئے آنحضورؐ کے پاس یہ ہدایت دے کر بھیجا کہ جو بھی تصفیہ ہو اس میں بنیادی شرط یہ رکھی جائے کہ مسلمان اس دفعہ مکہ میں نہ آئیں۔ ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے احترام اور امن کی خاطر قریش کی ہر شرط ماننے کے لئے تیار تھے آپؐ نے فرمایا:۔

"وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَا یَسْأَلُوْنِی خُطَّةً یُعَظِّمُوْنَ فِیْهَا حُرُمَاتِ اللّٰہِ اِلَّا اَعْطَیْتُهُمْ اِیَّاهَا"

(بخاری کتاب الشروط)

خدا کی قسم قریش مکہ حرم کی عزت کے لئے جو مطالبہ مجھ سے کریں گے میں اسے قبول کر لوں گا۔

سہیل شریف طبع اور صلح جو آدمی تھا وہ دل سے صلح کا خواہشمند تھا لیکن کوئی ایسا طریق اختیار نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے قریش کے وقار کو ٹھیس پہنچے۔ چنانچہ خاصی لمبی گفتگو کے بعد مندرجہ ذیل شرائط پر صلح کا معاہدہ طے پایا:۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی اس سال واپس چلے جائیں۔

(۲) آئندہ سال وہ مکہ میں آ کر عمرہ ادا کر سکیں گے مگر بند تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہوگا۔ اور مکہ میں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہریں گے۔

(۳) اگر کوئی مکہ کا آدمی مدینہ جائے گا تو خواہ وہ مسلمان ہی ہو اسے مکہ واپس لوٹا دیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ چھوڑ کر مکہ آ جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

(۴) قبائل عرب میں سے جو قبیلہ چاہے مسلمانوں کا حلیف بن جائے اور جو چاہے اہل مکہ کا حلیف بن جائے۔

(۵) یہ معاہدہ فی الحال دس سال کے لئے ہوگا۔ اس عرصہ میں قریش اور مسلمانوں کے درمیان جنگ بند رہے گی۔

جیسا کہ معاہدہ کی عبارت سے ظاہر ہے اس کی اکثر شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف اور قریش کے حق میں تھیں۔ اس کے علاوہ معاہدہ کی تحریر لکھتے وقت جب اس کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھا اور اس کے بعد لکھوایا کہ:۔

"یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ نے قریش مکہ سے کیا ہے"

تو سہیل نے اس پر اعتراض کیا اور مطالبہ کیا کہ عرب کے لوگوں کے دستور کے مطابق شروع میں "باسمک اللّٰھم" لکھا جائے اور "محمد رسول اللہ" کی بجائے "محمد بن عبداللہ" کے الفاظ لکھے جائیں۔

مسلمان اس پر جوش میں آ گئے اور یہ بات انہیں اپنی مذہبی غیرت کے منافی محسوس ہوئی لیکن آنحضورؐ نے دونوں باتیں تسلیم کر لیں اور مسلمانوں کو اپنے جذبات دبانے پڑے۔ اس پر مستزاد یہ ہوا کہ سہیل بن عمرو کا بیٹا ابوجندل جو مسلمان ہو گیا تھا اور اہل مکہ نے اسے قید کر رکھا تھا۔ وہ بیڑیوں میں جکڑا ہوا کسی طرح قید سے چھوٹ کر گرتا پڑتا عین اس وقت وہاں پہنچ گیا جب معاہدہ لکھا جا رہا تھا۔ اور واویلا کرنے لگا کہ اسے کفار کے ظلم و ستم سے بچایا جائے۔ مسلمان اس نظارہ کو دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ سہیل نے سختی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا اور اس کے اصرار اور ضد پر آنحضورؐ نے ابوجندل کو واپس کر دیا اور اسے صبر اور خدا پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی اور فرمایا:-

"خدا تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ والے دوسرے کمزور مسلمانوں کے لئے ضرور کوئی راستہ کھول دے گا۔ لیکن ہم اس وقت مجبور ہیں کیونکہ اہل مکہ کے ساتھ معاہدہ کی بات ہو چکی ہے اور ہم اس معاہدہ کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے"

(سیرۃ خاتم النبیینؐ حصہ سوم بحوالہ ابن ہشام)

مسلمان یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے غیرت اور جوش سے ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ مگر اپنے آقا کے سامنے دم نہ مار سکتے تھے۔ خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"صحابہؓ کو اس لئے بھی یہ معاہدہ کی وجہ سے سخت صدمہ تھا اور رہا تھا بھی جب انہیں اس طرف خیال جاتا تھا کہ آنحضرت صلعم بھی ایک خواب کی بناء پر یہاں لائے تھے اور اللہ تعالیٰ نے طواف بیت اللہ کا نظارہ بھی دکھایا تھا تو ان کی طبیعت بہت مضمحل ہونے لگتی تھی:-

(سیرۃ خاتم النبیینؐ جلد سوم صفحہ ۱۳۷)

اس گھبراہٹ میں حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا۔ انہوں نے عرض کیا۔ "کیا آپ خدا کے برحق رسول نہیں؟" آنحضورؐ نے فرمایا۔ "ہاں ہاں ضرور ہوں!" عمرؓ نے کہا۔ "کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟" آپؐ نے فرمایا۔ "یقیناً ایسا ہی ہے۔" اس پر عمرؓ نے کہا۔ "تو پھر ہم اپنے سچے دین کے معاملہ میں یہ ذلت کیوں برداشت کریں؟" آنحضورؐ نے عمرؓ کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا۔ "دیکھو عمرؓ! میں خدا کا رسول ہوں اور وہی میری مدد کرے گا۔"

اس پر حضرت عمرؓ کا جوش کچھ ٹھنڈا نہ ہوا اور کہنے لگے۔ "کیا آپ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے؟" آپؐ نے فرمایا۔ "میں نے ضرور کہا تھا مگر کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ طواف ضرور اسی سال ہو گا؟ انتظار کرو۔ تم انشاء اللہ تعالیٰ مکہ ضرور جاؤ گے اور کعبہ کا طواف کرو گے۔"

(سیرت خاتم النبیینؐ جلد سوم صفحہ ۱۳۶ بحوالہ بخاری کتاب الشروط)

اس کے بعد آنحضورؐ نے اپنی قربانی ذبح کی اور احرام کھول دیا۔ آپؐ کے ارشاد پر اور آپ کی اتباع میں صحابہؓ نے بھی ایسا ہی کیا اور مدینہ واپس آ گئے۔

صلح حدیبیہ کے کوائف جو اختصار سے اوپر بیان کئے گئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ یہ صلح اور اس کا معاہدہ ایسے حالات میں ہوا اور اس کی بعض شرائط اتنی سخت تھیں مسلمانوں کو یہ معاہدہ سخت ناگوار تھا۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ جیسے فدائی اور جلیل القدر صحابیؓ جن کی عظمت شان کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی ارشادات احادیث میں بیان ہوئے ہیں (جو مضمون کی طوالت کے ڈر سے یہاں درج نہیں کئے جا سکتے) ان سے بھی نہ رہا گیا اور وہ آنحضرتؐ کے روبرو اپنے دل کی بھڑاس نکالے بغیر نہ رہ سکے۔ دوسرے صحابہؓ کا بھی یہی حال تھا۔ معاہدہ لکھا جانے کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا:-

"اب اٹھو اور اپنی اپنی قربانیاں ذبح کر کے سروں کے بال منڈوا دو اور واپسی کی تیاری کرو"

تو ان میں سے کوئی نہ اٹھا۔ آنحضورؐ نے دو تین دفعہ ارشاد فرمایا مگر کسی صحابیؓ نے حرکت نہ کی۔ جس سے آپؐ کو صدمہ ہوا اور آپ اپنے خیمہ کے اندر تشریف لے گئے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ صحابہؓ خدا کے فضل سے نافرمان نہیں۔ مگر اس صلح کی شرائط نے انہیں رنجیدہ خاطر اور غم سے دیوانہ کر دیا ہے اور یہ مشورہ دیا کہ آپ خاموشی سے باہر جا کر اپنی قربانی کے جانور ذبح کر دیں اور سر کے بال منڈوا دیں۔ صحابہؓ آپ کو دیکھ کر خود بخود ایسا ہی کریں گے۔

یہ تدبیر کارگر ہوئی اور آنحضرتؐ کے قربانی ذبح کرنے کی صحابہ دیوانہ وار اپنے اپنے قربانی کے جانوروں کی طرف بڑھے اور ذبح کرنا شروع کر دیئے۔

(بخاری کتاب الشروط)

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ صحابہ کے دلوں پر اس صلح کا کس قدر ناخوشگوار اثر تھا اور وہ اسے کس قدر اپنی غیرت اور عزت کے خلاف سمجھ رہے تھے لیکن بعد کے واقعات اور تاریخ نے ثابت کر دیا کہ یہ معاہدہ مسلمانوں کے حق میں سراسر برکت اور رحمت تھا۔ ان بابرکت نتائج میں سے چند ایک ذیل کی سطور میں پیش کئے جاتے ہیں:-

(۱) ایفاء عہد انسانی اخلاق میں سے ایک اعلیٰ اور اہم خلق ہے۔ معاہدات انفرادی ہوں یا قومی سطح پر ہوں اسلام ان کے پورا کرنے پر غیر معمولی زور دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ" (المائدہ)

کہ اے ایمان والو! معاہدات کو پورا کرو۔

نیز فرماتا ہے:-

"وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا"

(سورۃ بنی اسرائیل)

عہد کو پورا کرو۔ عہد کی ادائیگی کے متعلق تمہیں جوابدہی کرنی ہوگی۔

بعض لوگ انفرادی معاہدوں کو پورا کرنا تو اخلاقی فرض سمجھتے ہیں لیکن قومی اور بالخصوص بین الاقوامی معاہدات کی پابندی اتنی ضروری نہیں سمجھتے۔ سیاسی ضرورت کے ماتحت کسی معاہدہ سے انحراف کرنا یا اس کی خلاف ورزی کر لینا چنداں معیوب نہیں خیال کیا جاتا۔ بلکہ اس کو سیاسی ہوشیاری اور قابلیت سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دو قوموں یا ملکوں کے درمیان کسی معاہدہ کی تحریر کی سیاہی ابھی خشک نہیں ہوتی کہ اس کی خلاف ورزی کا ارتکاب شروع ہو جاتا ہے۔ اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی احکام کی رو سے قومی معاہدات کو پورا کرنا ویسا ہی اہم اور اخلاقاً اور قانوناً واجب ہے جتنا کہ افراد کے درمیان طے شدہ کسی معاہدہ کی پابندی لازمی سمجھی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر دوسرے فریق سے عہد شکنی یا دھوکہ دہی کا خطرہ ہو تو بھی بدعہدی کی اجازت نہیں۔ ایسے فریق سے معاہدہ کو علی الاعلان ختم تو کیا جا سکتا ہے۔ لیکن معاہدہ کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی خلاف ورزی کرنا اسلامی تعلیم کی رو سے سخت معیوب اور اخلاقی طور پر نہایت درجہ گری ہوئی حرکت ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:-

"وَاَتِمُّوْا اِلَیْھِمْ عَھْدَھُمْ اِلٰی مُدَّتِھِمْ" (توبہ)

کہ جس قوم سے تم کوئی معاہدہ کرو اس کی میعاد مقررہ تک اسے بہر حال پورا کرو۔

پھر فرماتا ہے:-

"وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَۃً فَانْبِذْ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَآءٍ" (سورۃ انفال)

کہ اگر کسی قوم کی طرف سے بدعہدی کا خطرہ ہو تو علی الاعلان ان سے معاہدہ ختم کرو۔

غرضیکہ اسلام نے انفرادی اور قومی سطح پر ایفاء عہد کو نہایت ضروری قرار دیا ہے۔

معاہدہ حدیبیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایفاء عہد کی ایک درخشندہ مثال ہے اور معاہدہ کی ایک شق یہ تھی کہ اگر مکہ کا کوئی آدمی مدینہ آ جائے تو خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو اسے واپس بھیج دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی طرف سے سخت نامساعد حالات کے باوجود اس کی سختی سے پابندی کی گئی۔ ابوجندلؓ کا واقعہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ ابوبصیر عتبہ بن اسید کا واقعہ تاریخ میں مشہور ہے۔ یہ شخص مسلمان تھا۔ کفار مکہ کی حراست سے بھاگ کر مدینہ آ گیا۔ مکہ والوں نے دو آدمی اسے واپس لینے کے لئے آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجے۔ آپؐ نے معاہدہ کا احترام کرتے ہوئے ابوبصیر کے واویلا کے باوجود اسے ان قاصدوں کے حوالے کر دیا اور فرمایا:-

"ہم معاہدہ کی وجہ سے معذور ہیں اور تمہیں یہاں نہیں رکھ سکتے۔"

(بخاری و زرقانی)

(۲) شعائر اللہ کی تعظیم کرنا اسلام کے اہم احکام میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ" (مائدہ)

اے ایمان والو! شعائر اللہ اور حرمت والے مہینہ کی بے حرمتی نہ کرو۔

پھر فرماتا ہے:-

"وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ"

(سورۃ الحج)

شعائر اللہ کی تعظیم وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ مقام پر پہنچ کر یہ علم ہوا کہ طواف بیت اللہ کے لئے آپ کے مکہ میں داخلہ میں قریش حائل ہونا چاہتے ہیں۔ تو آپؐ وہیں رک گئے اور فرمایا:-

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَسْئَلُوْنِیْ خُطَّۃً یُعَظِّمُوْنَ فِیْھَا حُرُمَاتِ اللّٰہِ اِلَّا اَعْطَیْتُھُمْ

سائیکل، ٹرائیسکل اور بچہ گاڑیاں مضبوط خوبصورت اور ارزاں ملنے کا پتہ: محبوب عالم اینڈ سنز
راجپوت سائیکل ورکس
نیلا گنبد لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایّاہ۔

یعنی "خدا کی قسم قریشِ مکّہ حرم کی عزّت کے لئے جو مطالبہ بھی مجھ سے کریں گے میں اسے قبول کرلوں گا" (بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد)

حضور علیہ السلام کا یہ اظہار کسی کمزوری کے احساس سے ہرگز نہیں تھا بلکہ خالصتہً بیت اللہ اور شہر الحرم کا احترام پیشِ نظر تھا قریش پے در پے جنگوں کے باعث کمزور ہو چکے تھے ان سے دبنے کی کوئی وجہ نہ تھی اور ...قع پر مسلمانوں کی مزاحمت کرنے کے متعلق ...ں باہم اختلاف بھی تھا جہاں کچھ لوگ ہر ...بت پر مسلمانوں کو واپس لوٹانے پر مصر تھے وہاں بعض لوگ ایسے بھی تھے جو اپنی قدیم مذہبی روایات کی بناء پر مسلمان کے طواف بیت اللہ کرنے میں مزاحم ہونا ناواجب سمجھتے تھے۔ اس وقت مسلمان اس قابل ہو گئے تھے کہ قریش کی مزاحمت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مکّہ میں داخل ہو جائیں جیسا کہ جنگِ احزاب کے خاتمہ پر آنحضورؐ کے اس ارشاد سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اب قریش کو ہم پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ ہم ان کی سرکوبی کے لئے چڑھائی کریں تو ...نانچہ جب حضرت عثمانؓ کو قریش سے ...ے لئے بھیجا گیا اور ان کی واپسی میں ...ر ہوئی اور یہ افواہ سننے میں آئی کہ انہیں قتل کر دیا گیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر یہ اطلاع درست ہے تو خدا کی قسم اس جگہ سے اس وقت تک نہیں ٹلیں گے جب تک عثمان کا بدلہ نہ لے لیں"۔ اور اس موقع پر صحابہ سے اس عہد کی بیعت لی کہ ان میں سے ہر ایک اپنی جان پر کھیل جائیگا مگر پیچھے نہیں ہٹے گا۔

غرضیکہ آنحضورؐ کی اس موقع پر صلح جوئی ہرگز کسی کمزوری یا خوف کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اشہر الحرم اور بیت الحرام کے احترام کی خاطر تھی جسے اہلِ مکّہ اپنے جھوٹے وقار کی وجہ سے نظر انداز کر رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے سہیل بن عمرو کی مسلمانوں کے مفاد ... اور سخت شرائط پر صلح کا معاہدہ قبول ...لے پر رضامند ہو گئے تھے۔

(۳) ابو بصیر کو معاہدہ کے مطابق اہلِ مکّہ کے قاصدوں کے حوالہ کرتے ہوئے آنحضورؐ نے فرمایا تھا کہ "اگر تم خدا کی رضا کی خاطر صبر سے کام لوگے تو خدا تعالیٰ خود تمہارے لئے کوئی راستہ کھول دے گا"۔ ابو بصیر خوب جانتا تھا کہ قریش اسے اپنا بھگوڑا سمجھتے ہیں اور وہ بُرے سے بُرا جو سلوک چاہیں گے اس سے کریں گے یا اسے دین سے منحرف ہونے پر مجبور کریں گے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جب دونوں قاصد ابو بصیر کو ساتھ لے کر مکّہ جا رہے تھے، ابھی وہ مدینہ سے چند میل ہی گئے تھے کہ ابو بصیر نے ہوشیاری سے ان میں سے ایک کی تلوار چھین لی اور اسے وہیں ڈھیر کر دیا دوسرا جان بچا کر مدینہ کو بھاگا۔ ابو بصیر بھی اس کے پیچھے مدینہ پہنچ گیا اور آنحضورؐ کی خدمت میں عرض کی کہ "یا رسول اللہ آپ نے مجھے قریش کے حوالہ کر دیا تھا اور آپ کی ذمہ داری ختم ہو گئی مگر خدا نے مجھے ان ظالموں سے نجات دے دی ہے اب آپ پر میری کوئی ذمہ داری نہیں"۔ (بخاری کتاب الشروط)۔ آنحضورؐ کی طرف سے کوئی حوصلہ افزا جواب نہ پا کر وہ بھاگ گیا کہ آپ اسے پھر واپس بھیج دیں گے۔ وہ موقع پا کر چپکے سے مدینہ سے نکل گیا اور بحیرہ احمر کے ساحل کے قریب سیف البحر مقام پر ٹھکانہ بنا لیا جب مکہ میں دوسرے چھپے ہوئے اور کمزور مسلمانوں کو اس کا علم ہوا تو ان میں سے کئی رفتہ رفتہ وہاں پہنچ گئے اور وہاں ان کی اچھی خاصی جمعیت ہو گئی۔ بعض روایات میں ستّر اور بعض میں تین سو تک تعداد بتائی جاتی ہے۔ یہ لوگ قریشِ مکّہ کے ہاتھوں زخم خوردہ تھے۔ ان کی اس راستہ سے شام جانے والے قریشِ مکّہ کے قافلوں سے مُٹھ بھیڑ ہونے لگی اور اس نے خطرناک صورت اختیار کر لی۔ آخر قریش نے تنگ آکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفیر بھیج کر درخواست کی کہ سیف البحر کے پناہ گزینوں کو اپنے پاس بلا لیں اور ساتھ ہی معاہدہ حدیبیہ کی اس شرط کو منسوخ کر دیا کہ مکّہ سے مدینہ آنے والے مسلمانوں کو وہاں پناہ نہیں دی جائے گی۔

واقعات نے ثابت کر دیا کہ صلح حدیبیہ کا معاہدہ جو ابتداء میں مسلمانوں کو خطرناک دکھائی دیتا تھا وہ مسلمانوں کی بجائے خود دوسرے فریق کے لئے مُہلک اور مسلمانوں کے لئے بابرکت ثابت ہوا۔ علاوہ بریں ابو بصیر اور اس کے رفقاء نے اپنے عمل سے لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کی صداقت پر شہادت دی کہ عقائد کو جبر کے ساتھ نہ بدلا جا سکتا ہے اور نہ ایک حقیقی مومن کے ضمیر کو خوف یا لالچ دے کر خریدا جا سکتا ہے وقتی طور پر ضمیر کی آواز کو ظلم اور بے انصافی کے ساتھ دبایا تو جا سکتا ہے ہمیشہ کے لئے خاموش نہیں کیا جا سکتا۔ انجام کار اس کا نتیجہ ظالم کے حق میں تباہ کُن نکلتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اپنے مظلوم بندوں کی دستگیری کرتی ہے اور انہیں سرخروئی اور کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔

(۴) معاہدہ حدیبیہ کی ایک شِق یہ بھی تھی کہ قبائل عرب میں سے جو قبیلہ چاہے مسلمانوں کا حلیف بن جائے اور جو چاہے اہلِ مکّہ کا۔ چنانچہ بنو خزاعہ آنحضورؐ کے حلیف بن گئے اور بنو بکر نے قریش سے معاہدہ کر لیا ان دونوں قبیلوں کے درمیان پُرانی مخاصمت تھی۔ بنو بکر نے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دئے۔ قریشِ مکہ نے خفیہ طور پر ان کی اسلحہ اور آدمیوں سے مدد کی۔ بنو خزاعہ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں مدینہ ایک وفد بھیج کر قریش اور بنو بکر کی عہد شکنی کی شکایت کی اور امداد کے طالب ہوئے۔ آنحضورؐ نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور دادرسی کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ آپ نے قریش مکّہ کو پیغام بھیجا کہ بنو خزاعہ کی نقصان کی تلافی کرائی جائے ورنہ قریش بنو بکر کا ساتھ چھوڑ دیں مگر انہوں نے پروا نہ کی مگر بعد میں وہ اپنی اس حرکت پر فکر مند ہوئے اور آنحضورؐ کی خدمت میں ابو سفیان کو بطور وفد بھیج کر معاہدہ کی تجدید کی خواہش کی مگر آنحضورؐ نے ان کی طرف التفات نہ فرمائی اور رمضان ۸ھ میں دس ہزار سپاہ کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور بڑی تیزی سے منزل بر منزل طے کرتے ہوئے مکّہ سے چند میل کے فاصلہ پر مرّ الظہران کے مقام پر پہنچ کر ڈیرے ڈال دئے۔ اہلِ مکّہ مسلمانوں کی فوجوں کو اچانک مکّہ کے نواح میں دیکھ کر مرعوب ہو گئے اور مقابلہ کی ہمّت نہ ہوئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ دس ہزار قدوسیوں کی فوج کسی قابلِ ذکر مزاحمت اور خونریزی کے بغیر مکّہ میں داخل ہو گئے۔ مکّہ فتح ہوتے ہی عرب کا نقشہ بدل گیا۔ وہ ملکِ عرب جو اب تک مسلمانوں کے لئے دار الحرب بنا ہوا تھا فتح مکّہ کے ساتھ دار الاسلام میں تبدیل ہو گیا اور اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَأَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کی بشارت پوری آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئی۔

اس عظیم الشان فتح کی بنیاد صلح حدیبیہ میں رکھی گئی تھی۔ قریش مکّہ کی طرف سے اس معاہدہ کی خلاف ورزی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی افواج کو اہلِ مکہ کے خلاف حرکت میں لانے کا جائز موقع پیدا کیا۔ اس طرح صلح حدیبیہ فتح مکّہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ وہی معاہدہ جو مسلمانوں کو ذلّت آمیز اور تلخ محسوس ہو رہا تھا وہ ان کے لئے سراسر خیر و برکت اور فتح مبین بن گیا۔ واللّٰہ غالبٌ علٰی امرہ

ولٰکن اکثر النّاس لا یعلمون

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین ٭

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ دوسرے نبیوں کی اُمّتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گذشتہ قصّے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں مگر یہ اُمّت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔ اس اُمّت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اس کو دیکھتے ہیں ... لہٰذا ہماری رُوح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچّا اور صحیح مذہب صرف اسلام ہے"۔ (کتاب البریّہ ص۱۵۵، ص۱۵۶ حاشیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ مصطفےٰ ہے مجتبیٰ ہے
محمدؐ پیشوا ہے رہنما ہے

محمدؐ حسن کی بھی ابتدا ہے
محمدؐ عشق کی بھی انتہا ہے

محمدؐ عاشقِ ذاتِ یگانہ
محمدؐ نیز محبوبِ خدا ہے

محمدؐ مہروش ہے مہ لقا ہے
محمدؐ منبعِ نور و ضیا ہے

محمدؐ محرمِ رمزِ الست است
محمدؐ واقفِ قولِ بلیٰ ہے

محمدؐ ہے فدائے حسنِ جاناں
محمدؐ روحِ تسلیم و رضا ہے

محمدؐ اوّل و آخر محمدؐ
محمدؐ محورِ مہر و وفا ہے

محمدؐ باعثِ سوزِ دروں بھی
محمدؐ دردِ دل کی بھی دوا ہے

محمدؐ شافعِ روزِ قیامت
محمدؐ دافعِ ہر ایک بلا ہے

محمدؐ رونقِ بزمِ دو عالم
محمدؐ زینتِ ہر دوسرا ہے

محمدؐ رحمۃٌ للعالمین ہے
محمدؐ مرکزِ جود و عطا ہے

محمدؐ دشمنِ کذب و کدورت
محمدؐ حامیٔ صدق و صفا ہے

دوا ہے یا دعا ہے یا شفاعت
ہر اک تیرِ محمدؐ بے خطا ہے

ہوا کوئی محمدؐ سا نہ ہوگا
نبی ہے اور ختم الانبیاء ہے

وہ جس کی شان ہے یٰسین و طٰہٰ
ثنا خواں جس کی ذاتِ کبریا ہے

دلوں پر لکھ دیا ہے جس نے قرآں
جو اس کا ایک زندہ معجزہ ہے

شریعت جس کی کامل دیں مکمل
نمونہ جس کی سنت بن گیا ہے۔

رحمٰن ناصر احمد ظفر ربوہ

ہے بعد از خدا بس ترا ہی مقام

رسولِ خدا تجھ پہ لاکھوں سلام
ترے زیرِ احساں ہے دنیا تمام
امیر و غریب و خواص و عوام
ہے یکساں ہر اک پر ترا فیضِ عام
شفیع الوریٰ تجھ پہ لاکھوں سلام

جو بھیجے گا تجھ پر درود و سلام
رہے گا جہاں میں سدا شاد کام
خداوندِ عالم بھی اس کو مدام
پلائے گا اپنی محبت کا جام
حبیبِ خدا تجھ پہ لاکھوں سلام

تو بدرِ منوّر تو خورشیدِ تام
تو ہے دُرِّ مقصودِ ربّ الانام
ہے بعد از خدا بس ترا ہی مقام
شریعت تری رحمتوں کا پیام
امام الوریٰ تجھ پہ لاکھوں سلام

تو ہے خاتمِ انبیائے کرام
ہوئی نعمتیں حق کی تجھ پر تمام
تجھی کو ملا ہے یہ عالی مقام
کلامِ خدا ہے ترا سب کلام
سراجِ ہدیٰ تجھ پہ لاکھوں سلام

تو وہ جس کا شیدا ہے عالم تمام
تو وہ جس کا ہر دل میں ہے احترام
تو وہ عرش پر جس کا لکھا ہے نام
تو وہ جس پہ حق نے بھی بھیجا سلام
رسولِ خدا تجھ پہ لاکھوں سلام

جو دشمن ترے تھے الدُّ الخصام
تھا جور و ستم جن کا شغلِ دوام
ملا ان پہ جب غلبہ و فتحِ تام
کیا عفو کا تو نے اعلانِ عام
شہِ دوسرا تجھ پہ لاکھوں سلام

ہے صدیق تیرا اک ادنیٰ غلام
ہو تقویٰ کا اس کو عطا وہ مقام
پلا اس کو اپنی محبت کا جام
کہ بھٹکے نہ حق سے کبھی اس کا گام
اے جانِ وری تجھ پہ لاکھوں سلام

محمد صدیق امرتسری سابق مبلغ بلاد عربیہ
[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رواداری اور مذہبی آزادی کے بارہ میں اسلامی تعلیم

(اور)

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل اور عدیم المثال نمونہ

(شیخ خورشید احمد)

رواداری، عدل وانصاف اور مذہبی آزادی نہایت اعلیٰ درجہ کی صفات ہیں۔ بنی نوع انسان کی زندگی میں ان کا کم وبیش اظہار تو علیٰ قدر مراتب ہوتا ہی رہتا ہے۔ لیکن جس مقدس مذہب نے دنیا میں پہلی بار حقیقی رنگ میں ان اعلیٰ صفات واخلاق کو دنیا میں قائم کیا وہ اسلام ہے۔ اور جس مقدس وجود کی پاک ومطہر زندگی میں یہ اخلاق اپنے اوج کمال تک پہنچے۔ اور اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوئے وہ حضرت ہمارے سید ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد انک حمید مجید۔

اقوام عالم کا طرزِ عمل

یہ اعلیٰ صفات ایسی ہیں جنہیں فطرتاً ہر شخص اچھا کہے گا اور اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گا۔ مذاہبِ عالم کے مختلف صحیفوں میں بھی ان کی مختلف رنگوں میں تلقین کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ ان میں ہمیں یہ تعلیم بھی نظر آتی ہے کہ

"جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔" (متی باب ۵ آیت ۳۹)

لیکن فلسفیانہ رنگ کا ایک قول خواہ بظاہر کتنا ہی اچھا اور جاذب نظر ہو۔ وہ کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا جب تک کہ عملی زندگی میں اسے اختیار کرنے کی مثالیں بھی ساتھ موجود نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کارگاہِ عالم میں جب بھی مقابلہ کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ تو کامیابی ہمیشہ اسے ہی نصیب ہوتی ہے جس کے عملی نمونہ نے اس کے قول کی تائید اور تصدیق کی اور وہ قول جو عمل کی روح سے خالی ہے واقعاتی دنیا میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

مظلوم ومقہور اقوام تو ہمیشہ ہی رواداری اور مذہبی آزادی کی متمنی ہوتی ہیں۔ اور اس کے لئے جدوجہد بھی کرتی ہیں۔ مگر تاریخ عالم ہمیں بتاتی ہے کہ جب انہیں اقوام کو اختیار واقتدار حاصل ہوا۔ قوت وحکومت ان کے ہاتھ آئی۔ تو پھر وہ خود بھی وہی کچھ کرنے لگیں۔ جو دیگر اقوام ان کے ساتھ کرتی تھیں۔ یعنی وہ بھی دوسروں کی آزادی کو سلب کر کے انہیں ظلم وستم کا نشانہ بنانے لگیں اور مختلف حیلوں اور بہانوں سے ان پر جبراً اپنے نظریات مسلط کر کے طاقت واقتدار کے نشے میں غرق ہو کر رہ گئیں۔ مثلاً عیسائی اقوام صدیوں تک محکوم رہ کر دوسروں کے ظلم وستم کا نشانہ بنی رہیں اور ظلم وتعدی کا مقابلہ اخلاق ومحبت سے کرنے کی مدعی رہیں۔ لیکن جونہی انہیں قوت واقتدار حاصل ہوا وہ بھی ظلم ڈھانے لگیں۔ چنانچہ یہ انہیں کے مظالم کا نتیجہ ہے کہ سپین کا ملک جس پر صدیوں تک اسلامی پرچم پوری شان کے ساتھ لہراتا رہا اسے تلوار کے زور سے جبراً اسلام کے نام لیواؤں سے خالی کرا لیا گیا۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں یہ کھلا اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ عیسائی حکمران

"فلپ دوئم نے ۱۵۶۶ء میں اپنے فرمان کی رو سے تمام سپینش مسلمانوں کو عربی زبان بولنے اور لکھنے سے حکماً روک دیا۔ انہیں اپنی تمام عادات ورسوم کو ترک کرنے کا حکم دیا...... فلپ سوئم نے اپنے باپ کے ادھورے کام کو یوں مکمل کیا کہ اس نے ۱۶۰۹ء میں کل مور مسلمانوں کو تین دن کے اندر اندر عیسائی بن جانے اور یا پھر ملک کو چھوڑ دینے کا حکم دے دیا۔ اور اس حکم کو نہ ماننے والوں کے لئے سزائے موت تجویز کی۔"

(انسائیکلو پیڈیا برٹینکا جلد ۲۲)

اسلام اور مذہبی آزادی

مذاہب عالم میں سے اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے حقیقی معنوں میں احسان ومروت عدل وانصاف۔ رواداری اور مذہبی آزادی کی تعلیم دی۔ اور ہمارے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم وہ پہلے روحانی ہادی پیشوا اور پیغمبر اعظم ہیں جنہوں نے اس تعلیم پر عمل کرنے کا ہر لحاظ سے کامل ومکمل اور زندہ وتابندہ نمونہ دکھلایا۔ اگر آپ کی مکی زندگی کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکار ہو جاتی ہے کہ آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہؓ نے تیرہ سال تک ہر قسم کے مظالم برداشت کرنے کے باوجود توحید کا علم بلند کرنے کے لئے جو تاریخ ساز جدوجہد جاری رکھی۔ اس کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہی تھا کہ دنیا میں صحیح معنوں میں رواداری اور مذہبی آزادی کو قائم کیا جائے۔ کفار مکہ نے آپؐ کو یہ حق دینے سے انکار کر دیا تھا کہ آپ خدائے واحد ویگانہ کی تبلیغ کریں۔ اور شرک اور بت پرستی کے خلاف آواز اٹھائیں۔ آپؐ نے اس مذہبی اور انسانی حق کے قیام کی خاطر ہر طرح کے مظالم برداشت کئے۔ اور بھرپور جدوجہد فرمائی۔ اور بالآخر آپ اس میں کامیاب ہو گئے۔ مگر جو چیز آپ کو دنیا بھر کے مصلحین سے ممتاز کرتی ہے وہ یہی ہے کہ آپؐ نے اور آپؐ کے متبعین نے دیگر مذاہب اور اقوام کی طرح یہ نہیں کیا کہ اقتدار حاصل کرنے کے بعد اس حق آزادی کو محض اپنے لئے محفوظ کر لیا۔ اور دوسروں کو اس سے محروم کر کے ان پر اسی طرح ظلم وستم کرنے لگیں جس طرح پہلے وہ مسلمانوں پر کرتے تھے۔ آپؐ نے ایسا ہرگز نہیں کیا۔ آپؐ نے ہر طرح کا اختیار واقتدار حاصل کرنے کے بعد اس حق کو نہ صرف سب کے لئے قائم کرنے کا اعلان کیا بلکہ عملاً زندگی بھر اسے قائم رکھا۔

قرآن کریم کی تعلیم

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کی شکل میں جو کامل ومکمل اور دنیا کی آخری شریعت جاری ہوئی اس نے بلا امتیاز مذہب وملت ہر شخص کے ساتھ احسان ومروت اور عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا چنانچہ فرمایا۔

"تم اللہ کی عبادت کرو کسی اور چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ والدین کے ساتھ احسان کرو۔ نیز رشتہ داری۔ یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اسی طرح رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسائیوں اور پہلو میں بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو ان سے بھی ایسا ہی سلوک کرو۔ (النساء ۳)

اسلام غیر مسلموں کے ساتھ بھی رواداری اور احسان کی تلقین کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

"اللہ تم کو ان لوگوں سے نیکی اور عدل کا معاملہ کرنے سے نہیں روکتا۔ جو تم سے مذہبی اختلاف کی وجہ سے نہیں لڑے۔ اور جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (الممتحنہ ۹)

اسلام مسلمانوں سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ دشمنوں سے بھی انصاف کریں۔ چنانچہ فرمایا۔

"کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم ان سے انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو کہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔"

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کا عملی نمونہ

اس قرآنی تعلیم کا عملی نمونہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہمیں ملتا ہے جب کفار کو شکست ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح کا غلبہ اور اختیار واقتدار عطا فرمایا تو آپ نے تحریری طور پر تمام غیر مسلموں کو یہ حقوق عطا کرنے کا اعلان فرمایا:۔

۱۔ انہیں ان کے مذہب سے برگشتہ نہیں کیا جائے گا۔ اور انہیں پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔

۲۔ ان کی جان ان کے اموال ان کی تجارت ان کی عبادت گاہیں محفوظ ہونگیں۔

۳۔ ان کے وہ تمام حقوق جو پہلے انہیں حاصل تھے قائم رہیں گے۔ اور کوئی حق بھی باطل نہیں ہوگا۔

۴۔ ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔

۵۔ انہوں نے اگر زمانہ جاہلیت میں کوئی خون کیا ہوگا تو وہ بھی معاف ہوگا۔

(فتوح البلدان)

یہی مذہبی آزادی کا وہ منشور ہے جس کی روشنی میں آپ نے فتح مکہ کے دن لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر عام معافی کا عدیم المثال اعلان فرمایا۔ اور اس پر پورا عمل کر کے بھی دکھلایا۔ اس منشور آزادی پر عمل کرنے کا آپ کو اس درجہ خیال رہتا تھا۔ کہ آپؐ نے اور پھر آپؐ کی اتباع میں آپ کے خلفاء حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی آخری وصیتوں میں مسلمانوں کو بطور خاص تاکید فرمائی کہ دیکھنا! غیر مسلموں کے حقوق کی ہرگز

حق تلفی نہ ہونے پائے۔ ہر حالت میں ان سے انصاف اور رواداری کا سلوک کرنا اور انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے دینا۔ (بخاری)

چنانچہ مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور انصاف رواداری اور مذہبی آزادی کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ اسلامی حکومت میں رہنے والے غیر مسلموں نے بھی کھلے الفاظ میں اعتراف کیا کہ اسلامی حکومت سے قبل

"ہم اپنے ہم مذہبوں کے ظلم کا نشانہ بنے ہوئے تھے مگر اے مسلمانو! تمہاری حکومت اور تمہارے عدل و انصاف کے اعلیٰ معیار نے اب ہمیں تمہارا گرویدہ بنا دیا ہے۔ اب اگر اس علاقہ پر ہمارے ہم مذہب لوگوں نے بھی حملہ کیا تو ہم تمہارے ساتھ مل کر ان کا مقابلہ کریں گے۔"

(فتوح البلدان صفحہ ۱۴۳)

اسلام کامل مذہبی آزادی کا علمبردار ہے

اوپر جو مثالیں دی گئی ہیں گو وہ اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ اسلام نے کامل مذہبی آزادی کی تعلیم دی اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کرنے کا بہترین اسوہ حسنہ ہمارے لئے چھوڑا ہے لیکن بعض مخالفین اسلام یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں عدل و انصاف اور رواداری کی تعلیم تو ملتی ہے اور تاریخ اسلام میں بلا شبہ اس کی بہت سی مثالیں بھی موجود ہیں لیکن حق کے طور پر اسلام غیر مسلموں کو مذہبی آزادی نہیں دیتا اور اس کے ثبوت کے طور پر وہ بعض قرآنی آیات اور احادیث سے غلط طور پر استدلال کرتے ہوئے اور بعض مسلمانوں کے غیر اسلامی اقوال و افعال کو پیش کرکے یہ کہتے ہیں کہ اسلام تبدیلی مذہب کے حق سے دوسروں کو محروم رکھتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم نے ایسے غیر مبہم اور واضح طور پر مذہبی آزادی کا اعلان کیا ہے کہ جس سے بڑھ کر وضاحت ناممکن ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا۔ (البقرہ ۲۵۷)

یعنی اے لوگو! دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر (جائز) نہیں ہے۔ (کیونکہ) ہدایت اور گمراہی کا (باہمی) فرق خوب ظاہر ہو چکا ہے۔ پس (سمجھ لو کہ) جو شخص (اپنی مرضی سے) نیکی سے روکنے والے (کی بات ماننے) سے انکار کر دے اور اللہ پر ایمان رکھے تو اس نے (ایک) نہایت مضبوط اور قابل اعتماد چیز کو جو (کبھی) ٹوٹنے کی نہیں مضبوطی سے پکڑ لیا۔

ایک اور جگہ فرماتا ہے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (الکہف ۳۰)

یعنی اے رسول! تو لوگوں کو کہہ دے کہ یہ سچائی تیرے رب کی طرف سے ہی نازل ہوئی ہے۔ پس اب جو چاہے (اس پر) ایمان لے آئے اور جو چاہے (اس کا) انکار کر دے۔

یہ کتنا واضح اعلان ہے اس مذہبی آزادی کا جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ اسلام تو ہے ہی دلائل و براہین کا مذہب وہ تو بار بار یہ چیلنج مخالفین کو دیتا ہے کہ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ کہ ہم ہر بات دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اگر تمہارے پاس بھی کوئی دلیل ہے تو لاؤ اسے پیش کرو۔

تبدیلیٔ مذہب کی آزادی کے بارے میں حضورؐ کا اسوہ حسنہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک اسوہ حسنہ بھی ہمیشہ لا اکراہ فی الدین کے قرآنی اعلان کی تصدیق کرتا رہا۔ آپؐ نے کبھی شخص کو محض اسلام سے ارتداد اختیار کرنے پر کبھی سزا نہیں دی۔ اور نہ اس سے تعرض کیا۔ چنانچہ صلح حدیبیہ میں حضور نے مشرکین کے ساتھ جو شرائط طے فرمائیں ان میں سے دوسری شرط یہ تھی کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص مرتد ہو کر مشرکین کی طرف چلا جائے گا تو مشرکین اس کو آپ کی طرف واپس نہیں کریں گے۔ گویا آپ نے یہ تسلیم فرمایا کہ اگر کوئی شخص اسلام قبول کرکے پھر اس سے برگشتہ ہو جائے گا۔ تو اس کے لئے اسلام نے کوئی تعزیر مقرر نہیں فرمائی۔

اسی طرح آپ کے کاتب وحی عبداللہ بن ابی سرح نے جب ارتداد اختیار کیا۔ تو گو پہلے اس کے سیاسی جرم کی وجہ سے آپ نے اسے قتل کا حکم دیا لیکن جب حضرت عثمان بن عفانؓ نے اسے اپنے گھر میں پناہ دے دی اور اس کی سفارش کی تو آپ نے اسے معاف کر دیا۔ اور اس طرح اپنے پاک نمونہ سے یہ بتا دیا کہ مذہب تبدیل کرنے کی اسلام پوری آزادی دیتا ہے۔ اور اسے ہرگز قابل تعزیر نہیں سمجھتا۔ عبداللہ بن ابی کے متعلق سب مسلمان جانتے ہیں کہ وہ نہ صرف منافق تھا بلکہ رئیس المنافقین تھا اور ہمیشہ اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہا مگر بایں ہمہ آپؐ نے ہرگز اسے سزا نہیں دی۔ اسی طرح تاریخ اسلام کا مشہور واقعہ ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا پہلا خاوند عبیداللہ بن جحش اسلام سے ارتداد اختیار کرکے نصرانی مذہب کا پیرو ہو گیا۔ اور اس نے حبشہ میں رہائش اختیار کر لی۔ (اسی حبشہ میں جس کے پاک دل اور سعید الفطرت بادشاہ نجاشی نے اسلام کے سچا ہونے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر برحق ہونے کی تصدیق اور اقرار کیا تھا) یہ شخص نصرانی ہونے کی حالت میں ہی وفات پا گیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ فرمائی۔ اور نہ نجاشی شاہ حبشہ سے جس نے اسلام کی اور حضور کے دعوے کی تصدیق کی تھی کوئی کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا۔ (ملاحظہ ہو کتاب بلاغ المبین مکاتیب سید المرسلین صفحہ ۷ مصنفہ محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی) جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اس کے تبدیلی مذہب کے حق کو تسلیم فرمایا۔ اور یوں اپنے عمل سے کامل مذہبی آزادی کے حق کو قائم فرمایا۔

پس حق یہی ہے کہ اسلام ہی دنیا کا وہ پہلا اور آخری مذہب ہے جس نے حقیقی معنوں میں کامل مذہبی آزادی کا اعلان کیا اور ہمارے سید و مولےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی وہ کامل ہادی اور راہنما ہیں جنہوں نے اس پر عمل کرنے کا حقیقی اور کامل اسوۂ حسنہ قائم کیا۔ جو مخالفین اسلام کی طرف یا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ظلم و تشدد کی تعلیم کو منسوب کرتے ہیں اور اسلام کو بزور تلوار پھیلانے کا الزام لگاتے ہیں۔ یقیناً وہ ظلم عظیم کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو لوگ مسلمان کہلا کر یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ اسلام تبدیلیٔ مذہب کے حق کو اپنے لئے تو تسلیم کرتا ہے۔ مگر دوسروں کے لئے تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے یقیناً وہ بھی اسلام پر ظلم عظیم کرتے ہیں۔ حاشا و کلا اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود گرامی ان الزامات سے ہر لحاظ سے پاک اور بری ہے۔ اسلام ان لوگوں کے افعال و کردار کا ذمہ وار نہیں جو مسلمان کہلا کر اس مذہبی آزادی اور رواداری کو پامال کرتے ہوئے ظلم و ستم اور عبادت گاہوں کو نذر آتش کرنے اور ان کے مکانات و اموال کو لوٹنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اسلام یقیناً نہ صرف اپنے لئے بلکہ بلا امتیاز سب کے لئے مذہبی آزادی کو تسلیم کرتا ہے۔ اور یقیناً ہر عقل سلیم بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ اگر اسلام اپنے لئے اس حق کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور غیر مسلم دنیا میں تبلیغ کے ذریعہ حق کو پھیلانے کی آزادی چاہتا ہے۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ دوسروں کو اس حق سے محروم کرتے اور اس طرح منافقت کی اور قول و فعل کے تضاد کی حوصلہ افزائی کا موجب بنے۔

پس حقیقت یہی ہے کہ اسلام نے کامل مذہبی آزادی کے حق کو تسلیم کیا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک نمونہ سے اسے قائم فرمایا ہے۔ اور پاکستان کے مشہور دانشور اور مفکر حکیم محمد سعید (پریذیڈنٹ ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن) کا یہ کہنا یقیناً صحیح اور درست ہے کہ

"اسلام نے دین کی بنیاد ہی آزادیٔ فکر پر رکھی ہے ... یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے دین کے معاملے میں بھی انسان کی آزادی کا اس حد تک اہتمام کیا۔ لا اکراہ فی الدین کہہ کر انسان کو علی الاعلان یہ بتا دیا کہ دین قبول کرنے کے معاملہ میں بھی اسے پوری آزادی حاصل ہے۔ حق و باطل کی پہچان بتا دی گئی۔ اب انسانوں کو اختیار ہے کہ وہ ہدایت قبول کریں یا گمراہی میں پڑے رہیں۔ ان کی آزادی اپنی جگہ مسلّم ہے اور انہیں اس سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ اس بارہ میں ... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔"......

اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم میں جو کچھ فرمایا آنحضرت کی ذات قدسی صفات اس کا عملی نمونہ تھی۔"

(خبر نامہ ہمدرد کراچی جنوری ۱۹۷۸ء صفحہ ۳ زیر عنوان "حریت")

دورِ حاضرہ میں اسلام کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اسی خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں اور دوسرے لوگوں پر بکلی فتح پا کر اور ان کو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر ان کا گناہ بخش دیا۔ اور صرف انہیں چند لوگوں کو سزا دیتے کے لئے کہا جن کے لئے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا اور بجز ان ازلی ملعونوں کے ہر ایک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پا کر لا تثریب علیکم الیوم کہا اور اسی عفو تقصیر کی وجہ سے کہ جو مخالفوں کی نظر میں ایک امر محال معلوم ہوتا تھا ... ہزاروں انسانوں نے ایک ساعت میں دین اسلام قبول کر لیا۔"

(براہین احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک

(محترم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ و افریقہ)

خلق عداوت

انسانی نفس میں جو قوے اور طاقتیں ودیعت کی گئی ہیں ان میں سے ایک قوت و طاقت عداوت بھی ہے۔ اس کا برمحل استعمال اخلاق فاضلہ میں شمار ہوتا ہے۔ اور بے محل استعمال اخلاق سیئہ میں داخل ہے۔

قوتِ عداوت کے برمحل استعمال سے ہی ہم بہت سے رذائل سے نفرت کرتے ہیں اور ان کے نزدیک نہیں جاتے۔ اور بُرے کاموں سے مجتنب رہتے ہیں اور بُرے کام کرنے والوں کے نزدیک جانا بھی پسند نہیں کرتے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے شیطان کے متعلق فرمادیا کہ اے آدم اور حوّا! یہ تمہارا دشمن ہے۔ اگر تم اس کے ساتھ دوستی کرو گے۔ تو یہ تمہیں جنت سے نکال کر باہر پھینک دے گا اور تمہارے لئے بدبختی کے سامان پیدا کردے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کی تعلیم دی گئی ہے۔

خلق عداوت کا غلط استعمال

عداوت کا غلط استعمال یہ ہے کہ ہم اچھے لوگوں، اچھی تعلیم، اور اچھی باتوں سے کنارہ کش ہو جائیں اور جو لوگ ہمیں اپنے خالق و مالک کی طرف بلانے والے ہوں ان کے خلاف دل میں بغض و کینہ رکھیں اور ان سے دُور رہیں اور ان کو گزند پہنچانے کی کوشش میں لگ جائیں۔ اور اگر ہو سکے تو ہم مالک الملک کی حکومت کی بھی پرواہ نہ کریں۔ اور انسانی جانوں کے تلف کرنے والے بن جائیں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے صاف صاف حکم دے رکھا ہے کہ کسی انسان کی جان لینا (قتل کرنا) منع ہے۔ اور دنیا میں فساد و خونریزی برپا کردیں اور پھر عداوت کا ایسا چکر چلادیں کہ نسلاً بعد نسلٍ یہ عداوت بڑھتی جائے اور دنیا میں امن و امان قائم نہ ہو سکے باپ بھی لڑتے رہیں، پھر ان کے بیٹے اور پوتے اور پھر ان کی اگلی آنے والی نسلیں۔

عداوت کے اسباب

پھر عداوت کے پیدا ہونے کے بھی کئی اسباب ہیں اور زیادہ تر یہ عداوت کسی شخص سے اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب کسی شخص پر خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی ایسا انعام یا فضل نازل ہو۔ جو دوسرے لوگوں پر اس کی فوقیت ثابت کرتا ہو۔ ایسے وقت بھی جاہل و نادان دشمن اس بات پر غور نہیں کرتا کہ کسی کو انعام دینا یا کسی پر فضل و عنایت کرنا ہمارے خالق و مالک احکم الحاکمین خدا کا کام ہے جیسے اس نے اس شخص کو دے دیا ہے۔ میں بھی اگر اسی ذات بابرکات کی طرف خلوص دل سے توجہ کروں اور اس خدمت سے زیادہ خدمت بجالاؤں جو یہ شخص بجالایا ہے۔ تو وہ مجھے اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہے۔ اور وہی انعام و فضل مجھے بھی عطا کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے خزانوں میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں اور وہ بخیل بھی نہیں اور کمزور و ناتواں اور ناطاقت بھی نہیں اور کسی کا محتاج بھی نہیں اور ایسا قادر خدا ہے کہ سورج کو فضا میں قائم کر رکھا ہے۔ اور اس کے لئے کسی خارجی سہارے کی ضرورت نہیں اور ہزاروں سالوں سے اسے زمین پر گرنے سے بچا رکھا ہے۔ اور زمین کو اسی کی آگ سے محفوظ کر رکھا ہے۔ لیکن وہ اس کے برعکس یہ چاہتا ہے کہ جس شخص پر خدا تعالےٰ کا کوئی غیر معمولی فضل نازل ہوا ہے۔ اور ہر لحظہ اس کا لطف و کرم اس کے شامل حال ہے اس کو ہی قتل کردے یا اس کو ایسی مصیبتوں میں پھنسا دے۔ جن سے وہ نکل نہ سکے۔ اور اس کی زندگی اس کے لئے تلخ ہو جائے یا اسے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا کردے۔ کہ وہ نہ زندہ رہے نہ مرے بلکہ سسک سسک کر جان دے۔ اور نہ صرف اسے ہی بلکہ اس کے عزیزوں و متعلقین کو بھی حرف غلط کی طرح مٹا دے جیسا کہ توریت اور قرآن شریف میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے دو بیٹوں کا ذکر درج ہے کہ ان میں سے جو خدا ناشناس تھا اس نے از راہ حسد اپنے بھائی کو جو مقبول خداوند تھا صرف اس لئے قتل کر دیا کہ خدا تعالےٰ نے اس پر کیوں اپنا فضل نازل کیا اور اسی کی قربانی خدا تعالےٰ کی جناب میں کیوں مقبول ہوئی؟ اور یہ واقعہ وقتاً فوقتاً دنیا میں دہرایا جاتا ہے۔

کاش لوگ اس حقیقت کو سمجھیں۔ اور ناجائز عداوتوں سے اپنا ہی نقصان نہ کریں اور یہی حقیقت ہے جس کا ایک کامل ظہور حقیقی آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ گزشتہ زمانہ میں ابن آدم نے اپنے ہی دشمن بھائی کے ہاتھ سے موت قبول کرلی۔ لیکن حقیقی آدم پر اللہ تعالےٰ کا اس قدر فضل نازل ہوا کہ اس کا دشمن مع اپنے لاؤ لشکر کے کامیاب نہ ہو سکا۔ اور حقیقی آدم نے اس پر کامل فتح پائی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو دور

ہمارے سید و مولےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ سال عمر پائی۔ اور آپ کی یہ عمر دو دوروں پر تقسیم ہے۔

دورِ اوّل

عمر کا پہلا دَور ۴۰ سال کا ہے جس میں آپ نے دعوےٰ رسالت نہیں کیا تھا اور آپ تمام آدمیوں کی طرح ایک عام آدمی شمار ہوتے تھے۔

دوسرا دَور چالیس سال کے بعد شروع ہوا۔ جب آپ نے یہ دعوےٰ کیا کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے اپنا بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ اور مجھے منصب نبوت و رسالت عطا فرمایا ہے۔ اور مجھے یہ پیغام سب دنیا کو پہنچانے کا حکم دیا ہے کہ

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

کہ ہمارا ایک ہی خدا ہے جس کا نام اللہ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

دورِ دوم

آپ کی زندگی کے پہلے دَور میں (جو آپ کی عمر کا ۲/۳ حصہ تھی) آپ کا کوئی دشمن یا مخالف نہیں تھا۔ آپ کے سب اعزہ و رشتہ دار اور اہل شہر آپ کی نیکی و شرافت کے قائل تھے۔ اور آپ کو صادق (نہایت سچا) اور امین (نہایت امانت دار) کے القاب دے رکھے تھے۔ اور بوقت ضرورت اختلافات کے فیصلے بھی آپ سے کرواتے تھے۔ لیکن آپ کے دعوےٰ رسالت کے بعد آپ کی زندگی کے دوسرے دَور میں آپ کو کئی قسم کے خطاب اپنے اعزہ و اقارب و اہل شہر نے دئیے۔ بے وقوف۔ مفلس، پاگل، شاعر، شعبدہ باز، جادوگر۔ بے دین، آباء و اجداد کے مذہب سے روگردان۔ لاولد وغیرہ وغیرہ کے نام سے آپ کو یاد اور مشہور کیا گیا

ظلموں کی تفصیل

پھر آپ کے ان عزیزوں، رشتہ داروں اور اہل شہر کی ایذا رسانیاں زبان درازی سے تجاوز کر کے دست درازیوں تک پہنچ گئیں آپ کے ایک چچا عبد العزیٰ کی بیوی (چچی) آپ کے خلاف یہاں تک پہنچی کہ آپ کے گھر کے دروازے کے آگے کانٹے پھینک دیتی۔ تا اندھیرے میں آپ اور آپ کے پاؤں زخمی ہوں اور کپڑے پھٹیں اور لوگوں میں آپ کے خلاف چغلیاں کرتی تھی اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتی تھی۔ ان کے خاوند (آپ کے چچا) اس سے بھی آگے تھے اور غصہ میں بھرے ہوئے تھے۔

آپ کی دو بیٹیوں کے رشتے توڑ دیئے گئے آپ کو اور آپ کے زیادہ قریبی رشتہ داروں کا تین سال تک بائیکاٹ کیا گیا۔ اور ایک علیحدہ جگہ میں محصور رکھا گیا۔ تا یہ بھوک اور پیاس سے مریں۔

آپ کے خلاف قصائد کہے گئے اور جو آپ کے ساتھ ہوتا یا آپ کے ساتھ اتفاق رائے ظاہر کرتا یا آپ پر ایمان لاتا۔ اس پر بھی زندگی دوبھر کردی جاتی اور ان کا اپنے گھروں اور اپنے ہی شہر میں رہنا محال کر دیا جاتا۔ آخر ان جاں نثاروں میں سے بعض کو آپ نے اپنا براعظم ایشیا چھوڑ کر دوسرے براعظم افریقہ (حبشہ) میں چلے جانے کی اجازت دے دی اور وہ ان ظالموں کے ظلم سے تنگ آکر اپنے مقدس شہر (مکہ مکرمہ) اور گھر در کو چھوڑ کر حبشہ چلے گئے

دار الندوہ کا فیصلہ

آپ جہاں جاتے وہاں کے اوباش آپ کے گرد کردیئے جاتے اور "پاگل پاگل" کا نعرہ لگانے والے آپ کے تعاقب میں ہوتے اور رفتہ رفتہ یہ عداوت یہاں تک پہنچی کہ تمام سرداران مکہ مکرمہ اور ان کے حوالی موالی آپ کی جان کے دشمن ہو گئے اور ایک رات انہوں نے اپنی پارلیمنٹ (دار الندوہ) میں متفقہ فیصلہ کیا کہ مکہ مکرمہ کے باشندوں کے نمائندے مل کر آپ کو رات کے وقت قتل کر دیں اور اس طرح آپ کے مشن کو ناکام کردیں۔

مکہ مکرمہ سے ہجرت

جب سرداران مکہ مکرمہ نے یہ فیصلہ کر لیا آپ کی جان لے لی جائے۔ خداوند زمین و آسمان نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اس شہر کو چھوڑ جائیں تب آپ اپنے ساتھ اپنے ایک جان نثار دوست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر رات کی تاریکی میں سورۃ یاسین پڑھتے ہوئے اپنے گھر اور شہر و اہل و عیال کو چھوڑ گئے اور ۱۲ ربیع الاول کو مکہ مکرمہ سے تقریباً تین سو میل دور ایک قصبہ یثرب میں پہنچ گئے۔ جو آپؐ کے نور سے منور ہو کر مدینہ منورہ کہلایا
حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

تَذَکَّرْتُ یَوْمًا فِیْہِ اُخْرِجَ سَیِّدِیْ
فَفَاضَتْ دُمُوْعُ الْعَیْنِ مِنِّیْ بِشِدَّتِیْ

کہ ایک دن مجھے وہ دن یاد آگیا جس میں میرے آقا کو مکہ سے نکال دیا گیا تھا تو میری آنکھوں سے مجلس میں ہی آنسو رواں ہو گئے

مدینہ منورہ پر دشمن کے حملے

مدینہ میں بھی آپؐ کے خون کے پیاسوں نے آپؐ کو آرام سے نہ رہنے دینا چاہا اور لشکر کشی کو اپنا شیوہ بنا لیا۔ پانچ سال تک متواتر مدینہ منورہ پر حملہ پر حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ دوسری لڑائی میں آپؐ بری طرح زخمی ہوئے آپؐ کے چہرہ پر زخم آئے آپؐ کے سامنے کے چار دانت ٹوٹے بیہوش ہو کر ایک گڑھے میں گر گئے۔ یہاں تک کہ آپؐ کے دشمنوں نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ آپؐ قتل ہو گئے ہیں۔ آپؐ کے کئی جان نثار یار بھی اس لڑائی (احد) میں شہید ہوئے۔

فتح مکہ

آخر ہجرت کے آٹھویں سال آپؐ نے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ اسی مکہ کو جس سے رات کی تاریکی میں صرف ایک جان نثار یار کے ساتھ نکلے تھے فتح کر لیا اور اس کے گردونواح پر بھی قبضہ کر لیا اور سارے مکہ مکرمہ سے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کی صدائیں بلند ہوئیں اور مکہ مکرمہ کے نقطہ مرکز یہ خانہ کعبہ کے ارد گرد رکھے ہوئے ۳۶۰ بت هباءً منثوراً ہو گئے۔ اور خانہ کعبہ کے اندر بنائی مورتیاں بھی ہمیشہ کے لئے نابود ہو گئیں۔

عفو عام کا اعلان

ایک عادل مزاج انسان خیال کریگا کہ فتح مکہ کے دن مکہ کی گلیوں میں ان ظالموں کے خونوں کی نالیاں بہ رہی ہونگی۔ جنہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان پر ایمان لانے والوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ اور انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے لئے بار بار مدینہ پر حملہ کرتے تھے۔ اور ان کے گھر بار اور مال مویشی مال غنیمت سمجھتے تھے اور ان میں سے ایک بڑی تعداد مختلف لڑائیوں میں شہید یا زخمی ہو چکی تھی۔ لیکن چشم فلک نے اس کے الٹ ایک اور نظارہ دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر اہل مکہ کے رؤسا کو مخاطب ہو کر یہ اعلان فرمایا۔

"جاؤ میں تمہیں کچھ نہیں کہتا تم سب آزاد ہو"

سبحان اللہ! کتنا بڑا دل ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اور کتنا بڑا عفو ہے آپ کا!

دشمن سے نیک سلوک کرنے کا صرف زبان سے کہہ دینا آسان ہے۔ لیکن ایسے دشمنوں کو یک لخت معاف کر دینا جنہوں نے ہمارے حقیقی چچا کو قتل کیا اور اس کا کلیجہ نکال کر چبایا ہو۔ ہمیں مارا ہو۔ ہمارا گلہ گھونٹا ہو۔ ہماری بیٹیوں کو تکلیف دی ہو، ہمارے گھر بار ، مال مویشی و جائداد میں ہضم کر گئے ہوں، ہمارے دانت توڑ دیئے ہوں۔ ہمیں زخم پر زخم لگائے ہوں۔ ہمارے عزیزوں۔ دوستوں، رشتہ داروں، حلیفوں کو شہید کیا ہو۔ چھوڑ دینا اور کوئی ملامت وغیرہ بھی نہ کرنا صرف اور صرف ہمارے سید و مولےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی حوصلہ ہے۔

عصر حاضر کی ایک مثال

ہمارے اس زمانہ کے بعض لوگ بڑا مہذب و متمدن ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ لیکن پہلی اور دوسری عالمگیر جنگ کے بعد اتحادیوں نے جو سلوک شکست خوردہ اقوام سے کیا۔ اس میں سے صرف جرمنی کے دارالحکومت برلن کا ذکر کر دینا ہی کافی ہے جو جنگ ختم ہونے سے ۳۳ سال بعد تک بھی چار اتحادی حصوں میں تقسیم ہے اور بڑی بڑی مسلح اتحادی دیواروں نے ایک ہی شہر کے باشندوں اور رشتہ داروں کو ایک دوسرے سے جدا کر رکھا ہے

ہٹلر اگر زندہ مل جاتا تو اس کے ساتھ کیا کی گزرتی؟ خدا جانے سب جرنیلوں کو پھانسی دینے کے بعد ان کی نعشوں کے فوٹو تو ساری دنیا میں طبع ہو کر تقسیم ہو چکے ہیں۔

عفو سے بڑھ کر احسان

ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ میں داخل ہونے سے قبل ۶، ۷ خاص مجرموں کو جہاں مل جائیں قتل کرنے کا حکم دیا تھا لیکن فتح مکہ کے مذکورہ بالا اعلان عفو عام کے بعد ان میں سے جو بھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا یا اس کے کسی رشتہ دار یا دوست نے آپؐ سے

رفیق اینڈ برادرز

ہم بس۔ ٹرک۔ ٹریکٹر اور کار کے پرزہ جات۔ بیرنگ۔ ہر گاڑی کے ہرسائز ہیں۔ ریڈی ایٹر جالی (RADIATER CORE) وغیرہ کے ہول سیل اور Retail ڈیلرز ہیں۔

امپورٹر
ڈیلرز

پرچون اور تھوک فروش،
آر سی۔ ڈی RCD بال بیرنگ

سوزوکی پک اپ کے پرزہ جات بھی دستیاب ہیں

رفیق برادرز سعید مارکیٹ۔ سرکلر روڈ۔ فیصل آباد

فون نمبر دفتر ۲۳۶۴۸ ؛ گھر ۲۴۲۲۳

احمدی بھائیوں کی اپنی ایئرکنڈیشنڈ دکان

سونے کے خوبصورت سادے جڑاؤ زیورات

اور

الیس اللہ بکاف عبدہ کی دیدہ زیب انگوٹھیوں کی خرید کے لئے

آپ اپنے محبوب ادارہ

نیو پاک جیولرز

۱۱۱ فیروزپور روڈ نزد گلیکسی سینما اچھرہ لاہور اور ۱۲ فیلڈ روڈ اچھرہ لاہور فون نمبر ۴۱۰۹۴

پر تشریف لایئے

پروپرائٹر: میاں عظیم قادر اینڈ سنز

ندیم شال ہاؤس

ہمارے ہاں

گرم کشمیری شالیں۔ دھسہ۔ سٹول۔ تلے والی شالیں
سادی شالیں۔ اصلی پشمینہ دھسہ

اور

نئے نئے ڈیزائن کی شالیں دستیاب ہیں!!

ندیم شال ہاؤس افغان چوک کچہری بازار فیصل آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے حق میں معافی طلب کرلی۔ اس کو بھی حضورؐ نے معاف فرمادیا۔ اور انہی میں سے ایک عکرمہ بھی ہیں جو ابوجہل کے بیٹے تھے۔ اور فتح مکہ کے دن یمن کی طرف بھاگ گئے تھے۔ اور پھر اسلام لانے کے بعد اسلامی سپہ سالاروں میں شمار ہوئے خالد بن ولید بھی جب اسلام لے آئے، تو آپ سے کوئی بازپرس نہیں کی گئی، بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیفٌ من سیوفِ اللہ کا لقب عطا فرمایا اور اپنا جرنیل مقرر فرمایا اور آپ نے وہ کارنامے سرانجام دیئے جو تاریخ اسلام میں ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے

دشمن سے جاں نثار دوست

جو دشمن آپؐ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آتے تھے وہ جب ناکام ہوجاتے تھے۔ تو انہیں بھی آپ معاف فرمادیتے تھے۔ اور پھر وہ بھی آپؐ کے الطاف کریمانہ کی وجہ سے آپؐ کے جاں نثار محب بن جاتے تھے۔ اور کسی دشمن کی موجودہ دشمنی یا سابقہ دشمنی آپؐ کو اس کے اہل وعیال یا اعزہ واقارب یا اس کی قوم وقبیلہ سے نیکی و حسنِ سلوک کرنے سے نہیں روکتی تھی باوجودیکہ ابوسفیان آپؐ کے دشمنوں کے کمانڈر تھے۔ مگر آپؐ نے ان کی بیٹی (ام حبیبہ) سے شادی کرلی اور انہیں اپنی ازواج مطہرات میں داخل فرمالیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ باوجودیکہ پہلے چار پانچ سالوں میں آپؐ کے سخت دشمن رہے۔ لیکن جب ایمان لائے تو ساری عمر ان سے اس کا ذکر تک نہیں فرمایا۔ اور ان کی بیٹی (حفصہ) کو بھی اپنی ازواج مطہرات میں شامل فرمایا۔ اور حضرت عمرؓ بھی ساری عمرؓ بھی ساری عمر آپ کے ایسے جاں نثار فدائی رہے۔ کہ بعد وفات آپؐ کے پہلو میں دفن ہوئے

حسنِ سلوک کی مزید عملی مثالیں

ایک شاعر کعب بن زہیر بھی تھے، جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنے قصائد لوگوں میں شائع کیا کرتے تھے۔ انہیں ان کے ایک بھائی نے پیغام بھیج دیا کہ باز آجاؤ ورنہ تمہاری خیر نہیں۔ وہ چھپتے چھپاتے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں پہنچ گئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا ایک قصیدہ سنایا۔ جس میں معذرت بھی تھی اور ثناءِ آنحضرتؐ بھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان سے خوش ہوئے اور اپنی چادر جو اس وقت آپؐ اوڑھے ہوئے تھے (جسے عربی زبان میں بُرْدَةٌ کہتے ہیں) ان کو عطا فرمادی۔ اسی لئے ان کا یہ قصیدہ (قصیدۃ بُردۃ) کے نام سے مشہور ہوگیا۔ اور یہ چادر کچھ عرصہ بعد ہزاروں روپیہ میں فروخت ہوکر ایک اسلامی شاہی خاندان میں داخل ہوگئی۔

عبداللہ بن ابی بن سلول (مدینہ کے منافقوں کا سردار تھا) کے متعلق بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کی زندگی کے آخری دن تک عفو وچشم پوشی سے کام لیتے رہے اور اس کے فوت ہوجانے پر اس کو اپنی ایک قمیص بھی پہننے کے لئے دے دی اور جنازہ بھی پڑھا دیا۔ اور نہ صرف یہاں تک ہی اپنا نمونہ دکھلایا۔ بلکہ یہ بھی اپنی امت کو فرمادیا کہ کسی مرے ہوئے دشمن کے جسم کو بھی کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ بلکہ اسے زیرِ زمین دفن اور حوالہ بخدا کردیا جائے۔ اور یہاں تک رحمت کا نمونہ دکھلایا کہ دشمنوں پر رات کے وقت حملہ کرنے سے بھی منع فرمادیا۔ اور عورتوں بچوں بوڑھوں سے تعرض نہ کرنے کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق فرمایا۔

إِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

فَاللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

انسانِ کامل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ اور وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں۔ غرض وہ کسی چیز ارضی وسماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء الاحیاء محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام اردو حصہ صـ ۱۳۸)

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کے لیئے
اپنے معروف ادارہ
(گورنمنٹ کنٹریکٹر)
گلوب ٹمبر کارپوریشن
۲۶ نیو ٹمبر مارکیٹ ـــــ راوی روڈ لاہور
پر تشریف لائیے
فون ۶۰۲۲۰ / ۵۳۴۳۰ رہائش ۶۲۹۳۰ فیکٹری رچنا ٹاؤن ۱۰۷۰۰-
احباب لکڑی کو دیمک سے محفوظ رکھنے کے لئے ہم سے رابطہ پیدا کریں

شال کی مشہور دوکان
الفردوس
۸۵-بی انارکلی-لاہور
الفردوس شال ہاؤس
ہمارے ہاں ہر قسم کی گرم کشمیری کامدار شالیں۔ زنانہ و مردانہ دھسّے اور گرم مرینہ تھوک و پرچون واجبی داموں پر دستیاب ہیں۔ نیز ریڈی میڈ کرتے شلواریں، سوٹ وغیرہ بھی ہر قسم مل سکتے ہیں۔
الفردوس شال ہاؤس
۸۵- انارکلی- لاہور

دارالعلاج
بہترین طبی مشورہ اور کامیاب علاج کیلئے
مطب
حکیم محمد اسلم فاروقی زبدۃ الحکماء
رحمت بازار ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی

(مکرم چوہدری علی اکبر صاحب ایم - اے ربوہ)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو باقی تمام انبیاء پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ جہاں باقی انبیاء کی زندگی کے حالات محفوظ نہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام حالات حتیٰ کہ آپؐ کی ہر حرکت وسکون، آپؐ کا سونا جاگنا، آپؐ کا اٹھنا بیٹھنا آپؐ کی جلوت اور خلوت کے تمام واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں۔ آپؐ جامع جمیع کمالات انسانی تھے۔ آپؐ کی ذات ان تمام اعلےٰ اور بلند اخلاق کی حامل تھی جو بنی نوع انسان کے لئے ہر زمانہ میں کامل نمونہ کا کام دے سکے۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

حسنِ یوسف دمِ عیسےٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپؐ کی زندگی نہایت ہی سادہ تھی۔ اور یہ سادگی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام شعبہ ہائے زندگی پر حاوی تھی۔ آپؐ کی خوراک۔ لباس۔ طرزِ رہائش طرزِ کلام معاشرت وغیرہ تمام امور میں آپؐ کی اس صفت کا نمایاں طور پر اظہار ہوتا تھا۔ آپؐ کی ذات تکلفات۔ تصنع اور بڑائی سے بہت بالا تھی۔ ہمیشہ بادی کامل نے جو ساری دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے تھے۔ اور جنہیں اللہ تعالےٰ نے تمام دنیا کے لئے کامل نمونہ بنایا ہے اپنے عمل سے یہ سبق دیا ہے کہ ہمیں دنیا اور دنیا والوں کی نظر میں جھوٹی عزت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اصل عزت وہی ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے اور مومن کو صرف خدا تعالےٰ سے ڈرنا چاہیئے۔

آپؐ کے اخلاق کریمانہ اتنے وسیع تھے کہ ہر نادار سے نادار انسان بلا جھجک آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار مدعا کر سکتا تھا۔ مفلس سے مفلس انسان جب آپؐ کو مدعو کرتا تو حضور بطیب خاطر اس کی دعوت قبول فرما لیتے۔ اور جو روکھی سوکھی وہ پیش کرتا اسے نہایت خندہ پیشانی سے تناول فرما لیتے۔ آپؐ کے علم، نرمی، انتہائی فروتنی اور سادہ زندگی کی وجہ سے لوگوں کے قلوب آپؐ کی طرف کھچے چلے آتے تھے۔

اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت

حضورؐ ایسی قوم میں پیدا ہوئے تھے جو تفاخر میں بہت مشہور تھی۔ خصوصاً ان کے سردار دل میں تو یہ مرض انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ ان کے گھروں میں غلاموں اور لونڈیوں کی بھرمار رہتی۔ اور وہ انہیں اپنی شان وشوکت کے اظہار کا ذریعہ سمجھتے تھے لیکن باوجودیکہ آپؐ بنو ہاشم جیسے معزز قبیلہ کے چشم وچراغ تھے۔ روحانی پیشوا اور خود مختار بادشاہ تھے۔ پھر بھی آپؐ نے ہمیشہ سادگی کو اپنا شیوہ رکھا۔ اور ہر قسم کا کام خود اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتے۔ اور محنت میں راحت محسوس کرتے۔ بچپن میں آپؐ نے بکریاں چرائیں۔ جوانی میں تجارت فرمائی اور عہدِ رسالت پر سرفراز ہونے کے بعد جبکہ ہزاروں نفوس آپؐ کی غلامی کو اپنے لئے فخر کا موجب سمجھتے تھے۔ آپؐ چھوٹے سے چھوٹا کام کرنے میں بھی اپنی کسر شان نہیں سمجھتے تھے۔

خوراک میں سادگی

حضورؐ اتنی سادہ خوراک استعمال کرتے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں دو دو مہینے گزر جاتے مگر حضورؐ کے گھر میں آگ نہ جلتی۔ اور حضورؐ کھجور اور پانی پر گذارہ کرتے۔ یا دودھ پر جو کبھی کبھار ہمسایہ انصار حضورؐ کو بطور تحفہ بھیج دیتے۔ حضورؐ کی یہ سادگی عمر بھر رہی۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزر رہے تھے۔ اس جماعت کے سامنے بھنی ہوئی بکری پڑی تھی۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کو بھی کھانے کے لئے مدعو کیا۔ مگر آپ نے یہ کہہ کر کھانے سے انکار کر دیا کہ نبی کریمؐ اس دنیا سے گزر گئے۔ اور آپؐ نے کبھی پیٹ بھر کر روٹی نہیں کھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضورؐ نے اپنے کھانے پینے کا کبھی اہتمام نہیں فرمایا۔ بلکہ موقعہ پر جو پاک چیز میسر آجاتی کھا کر گزارہ کر لیتے۔

لباس میں سادگی

لباس بھی آپؐ نہایت سادہ زیب تن فرماتے۔ چنانچہ جب اپنے مولےٰ سے وصال فرمایا تو آپؐ کے بدن پر محض ایک گاڑھے کا کرتہ اور ایک پیوند لگی چادر تھی۔ بستر کے لئے حضورؐ کھجور کی کھردری چٹائی استعمال فرماتے جس کے نشانات آپؐ کے جسم مبارک پر پڑ جاتے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمد

بی اے ہو اگر ترکھان تو ایم اے لوہار ہو ٭ پھر دیکھئے کہ ملک میں کیسی بہار ہو

بیرونی ممالک کی بہت زیادہ ڈیمانڈ کے پیش نظر

نسیم سٹیل فکسر شٹرنگ کارپینٹر۔ بلڈنگ پلینر پائپ فٹر۔ راج۔ ٹریڈ ٹیسٹ اینڈ ٹریننگ سنٹر رجسٹرڈ

اندرون موچی گیٹ لاہور۔ مسلم کالونی۔ بسطامی روڈ۔ سمن آباد۔ لاہور

نے اب ایک نئی کلاس کنسٹرکشن فورمین شروع کی ہے!

جو کہ ایک ماہ کی ہوگی اس میں ہم سٹیل فکسر۔ شٹرنگ کارپینٹری۔ راج گیری اور پائپ فٹنگ کے متعلق تھیوری اور پریکٹیکل بمعہ نقشہ ڈرائینگ کروائیں گے۔ اس کے علاوہ عمارات کا نقشہ بنانا۔ عمارت میں استعمال ہونے والے میٹریل کا تخمینہ لگانا بتائیں گے۔ بلڈنگ فورمین کیلئے بنیادی تعلیم کم از کم میٹرک ہونی چاہیئے اور صحت مند نوجوان یعنی اچھی شخصیت کا مالک ہونا لازمی ہے۔

★ فیس مکمل کورس ۲۵۰/ روپے ★ مدت ایک ماہ

ہماری نئی کلاس ۷ فروری ۱۹۷۸ء ۶ بجے سہ پہر اور اس سے اگلی کلاس ۱۴ فروری ۶ بجے شام شروع ہوں گی۔

○ باہر کے حضرات کے لئے رہائش کا انتظام ہے ○ پراسپکٹس جوابی لفافہ بھیج کر مفت منگوائیں

احمدی احباب کے لئے فیس میں ۱۰٪ رعایت

نسیم سٹیل فکسر ٹریننگ سنٹر رجسٹرڈ

اندرون موچی گیٹ بازار لال کھوہ۔ نزد ناصر گدی فروش۔ لاہور۔ فون: ۵۷۳۶۱

برانچ: مسلم کالونی۔ بسطامی روڈ۔ سمن آباد۔ لاہور

ہر قسم کے آٹو سپیئر پارٹس۔ بال رولر اور ٹیپر بیرنگ کی تھوک اور پرچون خریداری کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں!

افضل آٹوز

A-215 آدم جی روڈ۔ راولپنڈی صدر

فون نمبر - ۶۳۶۹۴

آپ کا اپنا ادارہ

کوسموس ڈرائی کلینرز

جدید ترین ڈرائی کلیننگ کے لئے، ہمارے ہاں تشریف لائیے!

اپنے احباب کیلئے ۲۵٪ کی سپیشل رعایت

میسرز کوسموس ڈرائی کلینرز فون نمبر ۷۳۲۷

چوک حسین آگاہی، نزد مسجد احمدیہ ملتان شہر

ہر قسم کی انگریزی ادویات کی خرید اور نسخہ جات کی تیاری کے لئے

لائق صد اعتماد مرکز

الکیمسٹس فون ۷۱۶۶۴

(EL-KEMISTS)

سٹیلائٹ ٹاؤن - راولپنڈی

منظور شدہ کمیشن برائے واپڈا۔ ریڈیو پاکستان۔ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن۔ اور۔ ایم۔ ای۔ ایس کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں

آپ کی اپنی ٹریول ایجنسی،

امریکہ کینیڈا۔ مغربی جرمنی۔ استنبول۔ یونان اور مڈل ایسٹ کے لئے ہوائی اور بحری سفر کی رعایتی ٹکٹوں کی بکنگ کے لئے

آج ہی رجوع فرمائیں!

★ انڈس ٹریول سروس ★

فون:- ۶۸۸۰۵

ٹرانسپورٹ ہاؤس بالمقابل فلیٹی ہوٹل لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

کپڑے کا اعلیٰ مرکز

• بنارسی ساڑھیاں • سوٹ • لہنگا سوٹ • گرم سوٹنگ

اور ملبوسات ہر قسم

فیصل آباد کی مشہور قدیمی دکان

مراد کلاتھ ہاؤس

ریل بازار فیصل آباد ۔ فون ۲۷۴۰ / ۷۷۶۷

قدیمی مجرّبات

سنہ ۱۹۱۱ء سے شہرۂ آفاق

حب اٹھرا	مکمل کورس	پچیس روپے	بہترین منجن	ایک اونس	چار روپے
زینہ اولاد گولیاں	مکمل کورس	تیس روپے	مقوی دماغ	ایک ماہ کے لئے	دس روپے
زدجام عشق	ایک ماہ کے لئے	تیس روپے	صندلین	ایک شیشی	پانچ روپے
تریاق نزلہ	۲۵ گولیاں	پانچ روپے			

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ چوک گھنٹہ گھر

گوجرانوالہ ۔ فون نمبر ۷۴۸۴۴

ربوہ ۔ فون نمبر ۶۳۸

ہر قسم کی عمارتی لکڑی

دیودار ، کیل ، چیل ۔ پڑتل کے لئے ہمارے ہاں رجوع فرمائیں

سٹار ٹمبر سٹور

۵۳ ۔ فیروز پور روڈ ـــــ بالمقابل تھانہ اچھرہ ـــــ لاہور

فون نمبر ـــ ۶۱۷ ـ ۴۱

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ تحریک جدید ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور اپنے غیراز جماعت دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں۔

سالانہ قیمت ۔/۵ روپے

(مینجنگ ایڈیٹر)

آپ کی طبی ضروریات کا مرکز

دواخانہ ہاضموں رجسٹرڈ

گولبازار ۔ ربوہ

سونے اور چاندی کے اعلیٰ معیاری عمدہ زیورات

نیز

مغلیہ دور کے کندن کے اعلیٰ ڈیزائن بنانے کے لئے

نیو راحت علی جیولرز

غلام احمد اینڈ برادرز ۔ اکبر بازار شیخوپورہ ۔ فون نمبر ۳۶۸۱

ـــــ کو یاد فرمائیں ـــــ

ہر قسم کا

کاغذ ، بکس بورڈ اور گتہ

بارعایت خریدنے کے لئے ہماری خدمات

ـــــ حاصل کریں ـــــ

اور دعا فرمائیں

مقبول پیپر مارٹ گنپت روڈ لاہور ۔ فون نمبر ۶۳۸۴۹

گھر : ملک عبداللطیف ستکوہی ۔ فون نمبر ۶۲۵۱۶

مشرقی دوائیں مشرقی مزاج کے موافق ہیں جن کا اثر صدیوں سے تسلیم شدہ ہے

آپ کا خادم

صدر دواخانہ

بالمقابل ایوان محمود

گولبازار ۔ اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ

خالص مٹھائی

اور

عمدہ چائے کیلئے

نذیر ٹی سٹال

مسجد اقصیٰ روڈ ربوہ پر تشریف لائیں

جدید فیشن کے مطابق

سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات

اور چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ کے لئے

فرحت علی جیولرز کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور

فون نمبر :- ۵۲۶۲۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوبصورت اور مضبوط دانت جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔
ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں۔ دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنا یا درد ہونے کا فوری علاج کیا جاتا ہے
شریف ڈینٹل کلینک نزد مسجد اقصیٰ ربوہ

فون ملز ۲۷۹۴۶ ۔ فون آفس ۲۲۴۸۳
سفینہ انڈسٹریز لمیٹڈ
مقبول روڈ
فیصل آباد
امپورٹر ۔ ایکسپورٹر
لون ۔ وائل ۔ پردہ کلاتھ ۔ پاپلین ۔ جاذبِ نظر ۔ دیدہ زیب ۔ ہر گھر کی پسند
آفس
مندر گلی ۔ ریل بازار فیصل آباد

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کے لئے
پاک ٹمبر
۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ ۔ راوی روڈ
لاہور
فون نمبر ۶۲۶۱۸
کو ہمیشہ یاد رکھیں

پبلک پیپر اینڈ بک ایجنسیز رجسٹرڈ
بھوانہ بازار فیصل آباد
فون نمبر ۲۲۳۱۹ پر
ہر قسم کی سٹیشنری اور کتب کی خرید کیلئے تشریف لائیں
ہمارے ہاں ہر کتاب اور رجسٹر کی مضبوطی اور خوبصورتی کو قائم رکھنے کیلئے ہر سائز کا پلاسٹک کور تیار کرنے کا بھی انتظام ہے۔

ھُوَ الشَّافِی
صحت و تندرستی کی بقا کیلئے
مشورہ
مفت حاصل کریں!
ناصر دواخانہ
گولبازار ربوہ

★ اپنے بچوں میں صحیح اسلامی شعور پیدا کرنے اور انہیں دینی تعلیم سے روشناس کرانے کیلئے
ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ
کی خریداری قبول فرمائیے!
رسالہ کی سالانہ قیمت دس روپے ہے۔ (مینیجر ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ)

الفضل میں اشتہار
دینا کلیدِ کامیابی ہے۔ (مینیجر)

PILES CURE
پائلز کیور
کے علاوہ کیوریٹو سسٹم کی بعض اور ادویات مثلاً اکسیر رانی کھیت وغیرہ کی نقل بھی بن رہی ہے۔
کیوریٹو سسٹم CURATIVE SYSTEM کی تمام کیورز (CURES) اور پولٹری ادویات پر کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ کا نام اور مونوگرام ضرور ملاحظہ فرما لیا کریں۔
قیمت فی کیور ۱۵/- روپے

ھو الشافی
CMC
کیوریٹو ہاؤس
۸۰ کیولری گراؤنڈ
لاہور کینٹ

کیوریٹو سسٹم
(جدید میڈیکل سائنس)
کے جدید فارمولوں سے تیار کردہ مندرجہ ذیل حیوانات کی مجرب ادویات
کا نرخ ۲/- فی پیکٹ ہے
اکسیر اپھارہ، اکسیر بندش، اکسیر پستان، اکسیر جلد، تریاق زہر باد، اکسیر ٹک، اکسیر جیر، اکسیر چیچک، اکسیر حمل، تفاق روک، اکسیر درد، اکسیر دودھ، اکسیر رحم، اکسیر کرم، اکسیر کتار، اکسیر گل گھوٹو، اکسیر منہ کھر، اکسیر مٹی چھوڑ، اکسیر سرکن، اکسیر داد، اور کیوریٹو (برائے حیوانات)

تفصیلی لٹریچر مفت منگوائیے!
کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۸۰ کیولری گراؤنڈ لاہور کینٹ
ڈسٹری بیوٹرز:۔ ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷

رنگین تصاویر
اور
فوٹوگرافی کے سامان کے لئے
فوٹو سنٹر
۵۲/۷ حیدر روڈ۔ راولپنڈی صدر
فون نمبر ۶۴۱۶۳

ہر قسم کی کاروں اور جیپوں کی کمانیوں
اور
ٹیوٹا نیز کاروں جیپوں کے سلنسر بکس اور سلنسر پائپ کیلئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں
میاں بھائی آٹو سٹور
۱۔ منٹگمری روڈ۔ لاہور
انٹرنیشنل آٹو کارپوریشن چوک چوبرجی لاہور
فون نمبر سیل ڈپو ۳۱۱۴۶۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھلوں کی لذّت آفریں خوشبوؤں سے بھرپور

شیزان کا

شربتِ ثمر قند

Shezan - for that extra taste of goodness

SI-4-77

خالص

سونے چاندی کے زیورات
جدید ڈیزائنوں میں بنوانے اور خرید و فروخت کیلئے
نیز
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی انگوٹھیاں
دیدہ زیب ڈیزائنوں میں خریدنے کا اعلیٰ مرکز

پاک گولڈ سمتھ

میاں عبدالسلام عبدالمنان ناصر
عقب جمال بیکری۔ گول بازار ربوہ
فون نمبر ۵۵۰

حمید سویٹ ہاؤس

کی عمدہ، لذیذ اور معیاری مٹھائیاں،
بیاہ شادیوں اور ٹی پارٹیوں میں بیحد مقبول ہیں
نیز دودھ خالص، دہی اور عمدہ چائے بھی
ہر وقت دستیاب ہے۔
پروپرائٹر حمید سویٹ ہاؤس رحمت بازار ربوہ

اٹھرا

اٹھرا ایک موذی مرض۔ بچوں کا ضائع ہونا۔ پیدا ہو کر فوت ہو جانا۔ صرف لڑکیاں ہی ہونا۔ پیدائش کے بعد بچوں کا سوکھ جانا۔ قابلِ علاج مرض ہے۔ اچھے حکیم کی زیرِ نگرانی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دعوت دیتی ہے۔

صدر دواخانہ بالمقابل ایوانِ محمود ربوہ
اقصیٰ روڈ

روزنامہ "الفضل" آپ کا اپنا واحد جماعتی آرگن ہے اس کی اشاعت بڑھانا اور اشتہارات بھجوا کر اس کی مالی اعانت کرنا آپ کا فرض ہے۔ (مینیجر الفضل ربوہ)

خالص

سونے چاندی کے حسب منشاء زیورات
جدید ڈیزائنوں میں بنوانے
اور
خرید و فروخت کا اعلیٰ مرکز

محمود گولڈ سمتھ

نیز اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
سندھی و فیشنی کوکے خریدنے کا اعلیٰ مرکز
چوہدری محمود احمد مقصود چوہدری
گول بازار۔ ربوہ
فون نمبر ۱۶۸
عقب مسلم کمرشل بینک

REPAIRS

- HIGHLY TRAINED VW ENGINEERS AND MECHANICS
- MODERATE CHARGES
- GUARANTEED SERVICE
- FOR YOUR CONVENIENCE SUNDAY OPEN–FRIDAY CLOSED.

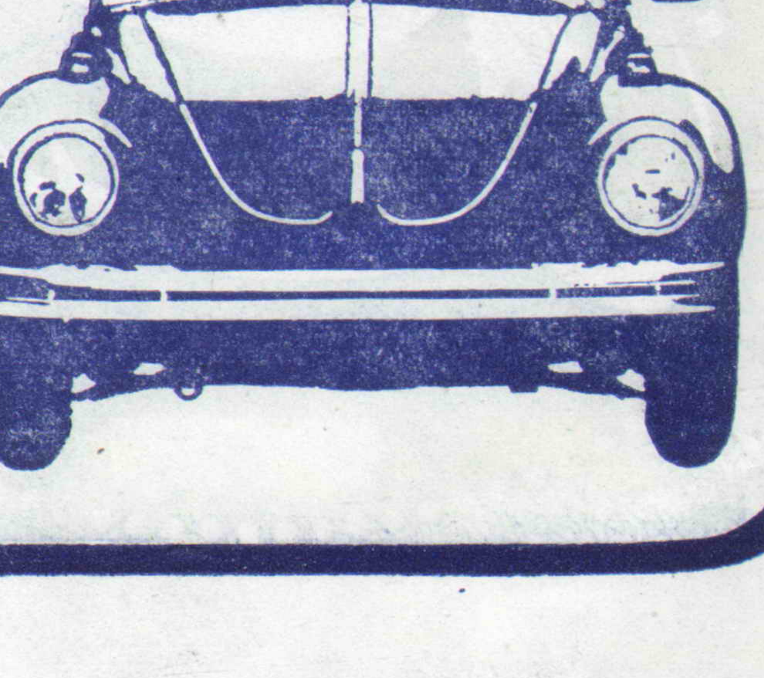

MINI MOTORS

54-B, GULBERG II, LAHORE
Phone : 81442

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نادر موقع

ربوہ کے قرب و جوار میں

زرعی زمین

خریدنے والے حضرات

فوری رابطہ قائم کریں

ربوہ میں

جائیداد کی خرید و فروخت

ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت کے لئے ربوہ میں ایک باقاعدہ رجسٹرڈ ادارہ ایک عرصے سے آپ کی خدمت کر رہا ہے ہمارے پاس ربوہ شہر اور مضافات میں ہر قسم کے پلاٹ اور زرعی زمین برائے فروخت موجود ہے نیز ربوہ کے ہر محلہ میں مکان بھی خرید سکتے ہیں۔

ہمیں آپ اپنی خدمت کے لئے ہر وقت مستعد پائیں گے

احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ **انسے مارکیٹ۔ ربوہ**

جائیداد کی خرید و فروخت کے لیے
باعتماد ادارہ —
ندیم کنسٹرکٹرز اینڈ پراپرٹی ڈیلرز فون ۵۲۱
ریلوے روڈ بالمقابل ریلوے اسٹیشن
رحمت بازار ربوہ کو یاد رکھیں

صحت کی ضامن شہرۂ آفاق

ادویہ کا مرکز

دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ

زرعی
سکنی
پراپرٹی
خریدنے
کے لیے
بلال اسٹیٹس رجسٹرڈ
ربوہ
فون دفتر ۵۰۸
فون گھر ۴۰۵

ایکو الیکٹرک موٹرز

½ تا 40 ہارس پاور

تھری فیس

½ تا ۲ ہارس پاور سنگل فیس

امپورٹیڈ میٹریل سے تیار کردہ۔ گارنٹی شدہ۔ خوبصورت صنعتی و زرعی ضروریات کے لیے

قیمت مناسب — ڈیلرشپ کے لیے رجوع کریں

ایورسٹ الیکٹریکل کمپنی (EECO) سیالکوٹ روڈ۔ گوجرانوالہ۔ فون نمبر ۶۱۶۵

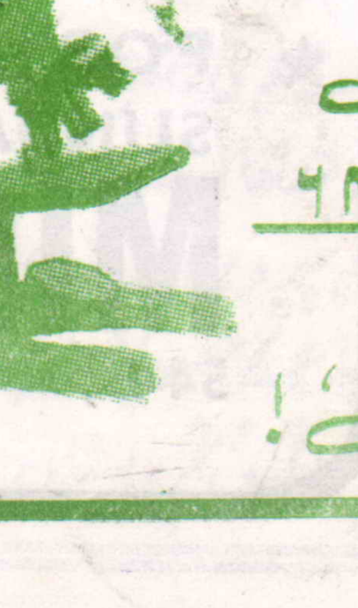

ہر قسم کا سامانِ سائنس واجبی نرخوں پر خریدنے کے لیے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور فون ۶۴۵۰۰

گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!